

الحمد للہ کہ کلام حقیقت نظام قال سراسر حال سرچشمہ فیضان جلی و خفی

موسوم



دیوان حقائق ترجمان سالکِ مسالک شریعت و طریقت واقفِ اسرار حقیقت و معرفت منبع برکات پیکر انوار و

تجلیات حاج الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرفی الجیلانی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ تارک المملکت والکونین سلطان اوحد الدین مخدوم

میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ مقام روح آباد کچھوچھہ شریف

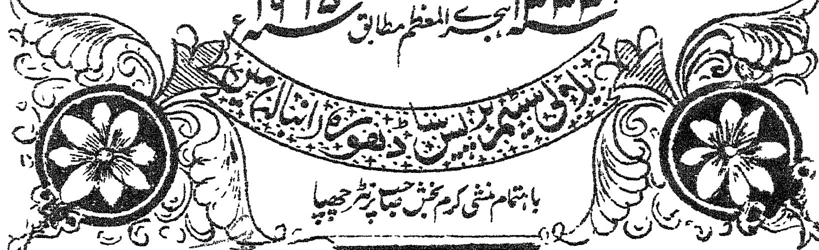


زیر نگرانی

کفش بردار غلامان حضرت مصنف مدظلہ العالی نیاز آہنگ

سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ

سنہ ۱۳۳۳ ہجریہ المعظم مطابق سنہ ۱۹۱۵ء



باہتمام منشی کرم بخش صاحب پرنٹر چھپا

غلط نامہ

براہ عنایت اوّل مندرجہ ذیل اغلاط کی اصلاح کر لیجئے

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	شرفی	اشرفی
۷	۶	جو بستم	چو بستم
۱۲	۱۲	در دورانِ تو	در دورانِ تو
"	۱۸	حریم دلِ	حریم دل
۱۹	۱۰	زنبیل ما	زنبیل من
"	"	زماں	زمن
۲۶	۱	اسی شوو میں	اسی شوق میں
۳۲	۱۴	صوت قالی	صورت قالی
۳۶	۱۲	صورت تارنیں	صورت نازنیں
۳۸	۱۲	کر کچھ	گر کچھ
۵۰	۷	ہے یہ	یہ ہے
۵۵	۳	آئکنہ	آئینہ
۸۲	۲	(سانورو کیسی بنسی بجائی) کے بعد پڑھو (موری سدھ بدھ سب بسرائی)	
۸۷	حاشیہ	بیلہ	بیگ
"	"	گھبریا	کھبریا
"	۱۶	چھالے رے	چھالے رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للہِ حمداً اَلتیراد لما ابدا لما اثنی علی نفسہٖ واشرف الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہٖ سیدنا وشفیعنا محمدٍ وعلیٰ اٰلہٖ واھل بیتہٖ و اصحابہٖ واتباعہٖ واولیاء امتہٖ اجمعین

امّا بعد یہ نامہ سیاہ نیرنگ اپنے اوج طالع پر ناز کرتا ہے کہ حضرت مرشدی مدظلہ العالی کی سرکار میں اس کمترین خدام بارگاہ کی التجا منظور ہوکر اس مجموعہ لطیفہ کی ترتیب و اشاعت کی خدمت اسکے سپرد ہوئی الحمد للہ علیٰ احسانہٖ بغرض یادگار روزگار ناپائدار حضرت ممدوح اور ان کے خاندان والاشان کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں :-

اعلیحضرت قبلہ وکعبہ کا نام نامی واسم گرامی حاج الحرمین **سید علی حسین** کنیت **ابواحمد**۔ لقب خاندانی شاہ۔ پیر۔ اور اعلیٰ حضرت خطاب سجادہ نشین سرکار کلاں۔ اور تخلص **اشرفی** ہے۔ جناب ممدوح کا خاندان بھی اشرفی کہلاتا ہے۔ کیونکہ آپ سیدنا عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت نورالعین قدس سرہ حضرت قطب عالم غوث الاعظم سیدنا ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد امجاد سے ہیں۔ اور حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ہمشیرہ زادے اور نیز باعتبار تبنیت جناب موصوف کے فرزند برحق اور بلحاظ خلافت خلیفہ مطلق ہیں۔ اسی لئے یہ خاندان والاشان حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کیطرف منسوب ہوکر خاندان اشرفیہ کہلاتا ہے

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا سلسلۂ نسب جناب غوث پاک رضؔ تک بدین تفصیل ہے۔

حاجی سیّد علی حسین ابنِ حاجی سیّد شاہ سعادت علی ابن سید شاہ قلندر بخش ابن سیّد شاہ تراب اشرف ابن سیّد شاہ محمد نواز ابن سیّد شاہ محمد غوث ابن سیّد شاہ جمال الدین ابن سید شاہ عزیز الرحمٰن ابن سید شاہ محمد عثمان ابن سید شاہ ابوالفتح ابن سید شاہ محمد ابن سیّد شاہ محمد اشرف ابن سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت سیّد عبدالرزاق نورالعین ابن حضرت سیّد عبدالغفور حسن جیلانی ابن حضرت سیّد ابوالعباس احمد جیلانی ابن حضرت سیّد بدرالدین حسن ابن حضرت سیّد علاء الدین علی ابن حضرت سیّد شمس الدین محمد ابن حضرت سیّد سیف الدین یحیٰی ابن حضرت سیّد ظہیر الدین احمد ابن حضرت سیّد ابو نصر محمد ابن حضرت سیّد محی الدین ابی صالح نصر ابن حضرت قاضی القضاۃ سیّد تاج الدین عبدالرزاق خلف اکبر جناب غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ ۔ چونکہ اس سلسلۂ نسب کی رُو سے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ جناب نورالعین قدس سرّہ کے خلف اکبر حضرت سیّد شاہ حسن قدس سرّہٗ کے اولاد میں ہیں اس لئے آپ کا خاندان سرکار کلاں کے لقب سے ملقب ہے ؏

اِس موقع پر اِس خاندان والاشان کے بعض اکابر کی تاریخ ہائے وفات کا درج کرنا بھی موزوں ہوگا۔

تاریخ وفات جناب غوث پاک قدس سرّہٗ معشوق الٰہی (۵۶۲ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہ اشرف المومنین (۸۰۸ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت حاجی سیّد عبدالرزاق نورالعین قدس سرّہٗ مخدوم آفاق (۸۷۲ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت نورالعین قدس سرہما سیدحسن سجادہ نشین اکبر (۹۸ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت سیّد شاہ محمد اشرف قدس سرّہٗ شیخ (۹۱۰ھ) ؏

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی ولادت سراپا سعادت ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ کو بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ہوئی۔ جب سن شریف چار برس چار مہینے اور چار دن کا ہوا تو موافق معمولِ خاندان مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی نے جو بڑے اہلِ دل اور عارف کامل تھے آپ کی بسم اللہ کرائی۔ اس کے بعد مولوی امانت علی صاحب کچھوچھوی نے فارسی کی درسی کتابیں پڑھائیں۔ پھر مولوی سلامت علی صاحب گورکھپوری اور مولوی قادر بخش صاحب کچھوچھوی سے تعلیم پائی۔ جب اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ منصب خلافت وسجّادہ نشینی سے ممتاز ہوئے تو آپ کے اُستاد مولوی قلندر بخش صاحب نے آپ سے بیعت کی اور فرمایا کہ مجھ کو مدّت سے اس دن کا انتظار تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے آج میری مراد پوری کی ۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے ۱۲۸۲ھ ہجری میں اپنے برادر کلاں حاج الحرمین سیّد شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے بیعت کرکے خلافت و اجازت خاندانی حاصل فرمائی۔ ۱۲۸۵ھ میں حضرت سید شاہ حمایت اشرف ابن سید شاہ نقی الدین اشرف بسکھاروی کی دختر نیک اختر سے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی شادی ہوئی۔ ۱۲۹۰ھ میں حسب ارشاد ارواح بزرگان ایک سال کامل آستانہ اشرفیہ پر حسب قاعدہ مشائخ چلّہ کشی فرمائی۔ اِسی مُدّت میں بہ برکت روحانی حضرت محبوب یزدانی مخدوم سُلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہٗ وبہ توجہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ تمام منازل ایقان وعرفان کو اس طرح طے فرمایا کہ آپ کی ذات بابرکات سے جہانگیری آثار وانوار ظاہر ہونے لگے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بہت مدّت کے بعد اس خاندان میں ایسا شخص صاحب رُشد وارشاد وتقدس نہا ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے

خوارق عادات جو اخلاقی صفات میں مضمر ہیں کرامتوں کی طرح مشہور ہیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے انسانی کمالات نے آپ کو پیکر تسخیر بنا دیا ہے۔ اگرچہ آپکے صفات و برکات غیر محدود و نامعدود ہیں لیکن بعض امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) آپسے کبھی کوئی لغزش شرعی نہیں ہوئی۔ (۲) آپنے کبھی کسی کے دل کو آزار نہیں پہنچایا۔ (۳) آپنے کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو۔ (۴) آپنے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا۔ (۵) آپ نے اپنے دسترخوان کو ہمیشہ وسیع رکھا۔ (۶) آپنے مذہب و مشرب میں ہمیشہ تقلیدی حیثیت کو محبوب رکھا۔ (۷) ارباب حاجت کی حاجات کو رفع کرنا آپ کا جبلی شعار ہے۔ (۸) اعراس مشائخ چشتیہ کی شرکت کو ہمیشہ مشاغل خاندانی کی طرح عزیز و محبوب رکھا۔ (۹) آپنے راہ سلوک و تقلید مشائخ میں تشنیع خلائق کی کبھی پروا نہیں کی۔ (۱۰) بھائی بندوں کی محبت۔ مہمانوں کی عزت آپکے خصائص سے ہے۔ اِن صفات کو دیکھ کر خاندان اشرفیہ کے سب چھوٹے بڑے آپ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔

اعلےٰحضرت قبلہ وکعبہ ۱۲۹۷ھ میں مسند سجّادہ نشینی پر متمکن ہوئے۔ اور سال مذکور کی ۲۸ محرم کو خرقۂ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا۔ چنانچہ ہر سال اسی تاریخ کو خرقۂ مذکورہ پہنتے ہیں۔

اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ نے اِسوقت تک تین حج کئے ہیں ۱۲۹۳ھ حج اوّل میں دربار رسالت سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں ۱۳۲۳ھ حج دوم میں بعض اذکار و اشغال کی اجازت مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی۔ ۱۳۲۹ھ حج سوم میں بعد زیارت طائف شریف و مدینہ منوّرہ۔ بیت المقدس

و دیگر عتبات عالیہ شام و مصر و حامہ شریف و حمص شریف میں حاضر ہو کر وہ وہ نعمتیں حاصل کیں جن کی تفصیل کے لئے ایک مطول کتاب درکار ہے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے باطنی علوم کی تعلیم اپنے برادر بزرگ حاج الحرمین سید شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے (جنکو علاوہ خاندان اشرفیہ کے تمام مشائخ ہمعصر سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوا ہے) پائی ہے شغل وجودیہ اور بعض اذکار مخصوصہ کی تعلیم حضرت سید شاہ عماد الدین اشرف اشرفی عرف لکڑ شاہ کچھوچھوی قدس سرہ سے پائی۔ حضرت لکڑ شاہ صاحب خاندان اشرفیہ میں مشاہیر مشائخ سے گذرے ہیں۔ اسیطرح دیگر اوراد و وظائف کی اجازت اکثر علماء و مشائخ ہندوستان سے حاصل فرمائی۔ چنانچہ جناب حضرت راج شاہ صاحب سوندھوی قدس سرہ (ضلع گوڑگانواں) سے اجازت و خلافت خاندان قادریہ و خاندان زاہدیہ حاصل کی۔ اور تعلیم سلطان الاذکار و شغل محمود او دیگر اشغال مخصوصہ سے مشرف ہوئے۔ جناب حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہ سے مقام بلیا میں سلسلہ قادریہ منوریہ میں مجاز اور ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی قلبی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی۔ اس سلسلے کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور سے چار واسطوں سے حضرت غوث پاک رض تک پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی مدظلہ العالی کو حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اُن کو حضرت ملا اخون فقیر رامپوری قدس سرہ سے۔ اُن کو حضرت شاہ منور الہ آبادی قدس سرہ سے جنکی عمر ساڑھے پانسو برس کی ہوئی۔ اُن کو حضرت شاہ دولا قدس سرہ سے اُنکو جناب غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے[1]۔ اسیطرح سلسلہ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازیپوری سے حاصل ہوئی۔ سید محمد حسن کو شاہ باسط علی قدس سرہ سے۔ اُن کو

---

[1] الحمد للہ کہ برادران طریقت بشارت طوبیٰ لمن رآنی میں داخل ہیں۔ ۱۲

شاہ عبدالعلیم قدس سرہٗ سے۔ اُن کو شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے۔ اُن کو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے۔ اُنکو خود حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ علاوہ ازیں شغل تلاوت وجود۔ شغل اسم ذات شغل جام جہاں نما۔ شغل ہفت دورہ۔ شغل خفی قلبی۔ شغل دونیم و دیگر اشغال و مراقبات و عمل شجرہ زر و اوراد خمسہ و حرز یمانی و حزب البحر و دعائے حیدری و دعائے سیفی و حرز ابودجانہ و دعائے برہتی و چہل اسمار و سی و سہ آیت دافع سحر و قصیدہ بردہ و قصیدہ غوثیہ و درود اکبر و عمل سورہ جن و سورہ مزمل و سورہ یسین و صلوٰۃ الختام وغیرہ کی اجازت حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے حاصل ہوئی۔ ہمارے حضرت مدظلہ العالی کے بعد جناب شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے کسی کو خلافت و اجازت نہیں بخشی۔ آپ حضرت شاہ صاحب کے خاتم الخلفاء ہیں۔ اسیطرح حرز یمانی کی اجازت سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری سے سلسلۂ شطاریہ میں حاصل کی۔ جناب مولانا سید شاہ عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی سجادہ نشین بغداد شریف سے مکہ معظمہ میں اجازت حرز یمانی مع اشارات ظاہری و باطنی حاصل فرمائی۔ جناب مولانا سید نوازش رسول سجادہ نشین بھپھوندی سے اجازت خاندانی حرز یمانی بطریقہ عالیہ اشرفیہ حاصل کی۔ جناب حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں حسب اجازت روحانیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت کامل حرز یمانی و حزب البحر و دعائے سیفی و دعائے حیدری و دیگر اعمال مخصوصہ حاصل کی۔ دلائل الخیرات کی اجازت آپ کو اپنے پیر و مرشد و برادر بزرگ مدظلہ کے واسطے سے حضرت مولانا ابوالاحیار محمد نعیم صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے حاصل ہوئی۔ نیز دلائل الخیرات کی اجازت حضرت سید شاہ عبدالغنی صاحب بھپھوندی اور حضرت سید محمد رضوان صاحب مدنی اور مولانا عبدالحق صاحب

ہندی مہاجر مکہ معظمہ سے بواسطہ پیرو مرشد و برادر بزرگ خود مدظلہ حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں جسقدر دیگر نعمات و برکات اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہ کو مختلف واسطوں سے حاصل ہوئے۔ اُن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ مجمل یہ کہ آپ کی ذات جامع الصفات تمام مشائخ کبار و اکابر دیار و امصار کی نعمتوں اور سلاسل مختلفہ متعددہ کی برکتوں کا خزینہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

علاوہ برکات باطنیہ و انوار رُوحانیہ کے ہمارے اعلےٰ حضرت قبلہ وکعبہ ایک خاص اعتبار سے محض ظاہر بین آنکھوں کے لئے بھی ایک عجیب تصویر دلکش ہیں۔ یعنی آپ کو اکثر مشائخ نے آپ کے جدّ اعلیٰ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ سے شکل وصورت میں نہایت مشابہ بیان کیا ہے۔ اِس کی تصدیق ارباب مشاہدہ تو اپنے رُوحانی مشاہدوں میں کرتے ہوں گے۔ جناب غوث پاکؓ کی بعض تصویریں اس نامہ سیاہ کی نظر سے بھی گذری ہیں۔ غور کیا تو واقعی ؎

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی
یہ جو صورت ہے تری صورتِ جاناں ہے یہی

حضور غوث پاکؓ کا قول ہے طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ الخ (بشارت خوشحالی ہے اُسکو جس نے مجھ کو دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا) اِن اُمور کو ملحوظ رکھ کر ایک موقع پر اس نامہ سیاہ نے سرکار میں ایک غزل عرض کی تھی۔ باجازت خاص یہاں درج کی جاتی ہے۔

اے عارض تو شرح طُوبٰی لِمَنْ رَاٰنِی	رُوئے تو ترجمانِ انوارِ لامکانی
اے نورِ چشم حیدرؓ آرام جانِ قادرؒ	اے شمعِ بزمِ اشرفؒ شاہنشہِ زمانی
اے مصحفِ جمالت ایمانِ اہلِ بینش	وے آیۂ لقایت تفسیر مَنْ رَاٰنِی

حسنِ ازل ز رویت ہر لحظہ جلوہ افگن اے من نثارِ رویت اے من غبارِ کویت	آں معنیٔ نہاں را تو صورتِ عیانی تو جانِ یک جہانی تو یک جہانِ جانی

نیرنگ در ہوایت صد جاں کند فدایت
او کمتریں گدایت تو خسرو جہانی

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے زوجۂ اولیٰ کی وفات کے بعد دوسرا عقد کیا۔ زوجۂ اولیٰ سے حضرت مولانا ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف[1] سلمہ اللہ تعالےٰ پیدا ہوئے۔ جو بحمد اللہ تمام علوم ظاہریہ سے آراستہ اور کمالات باطنیہ سے پیراستہ ہیں اور چشم بد دور ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی جیتی جاگتی ہنستی بولتی تصویر ہیں فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔ زوجۂ ثانیہ (بنت شاہ تجمل حسین اشرفی) سے سید شاہ مصطفےٰ[2] اشرف صاحب طال عمرہٗ ہیں جو تحصیل علم میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو دائم الدوام کرے۔ یہ چھوٹے صاحبزادے بھی ماشاء اللہ نہایت بزرگ منش اور مقدس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب کو بلند فرمائے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے برادرزادے اور داماد مولانا حکیم سید شاہ نذر اشرف اشرفی جملہ علوم درسیہ میں فارغ التحصیل اور فنِ طب میں حاذق کامل اعلیٰ درجے کے ذہین وذکی شاعر دقیقہ سنج نکتہ رس ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے نواسے مولانا ابو المحامد سید محمد اشرف[3] صاحب محدّث ابھی حال میں تمام علوم معقول و منقول میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ اعلیحضرت قبلہ وکعبہ کے برادرزادے اور خلیفہ سید ابو المسعود محمد جعفر اشرف مرحوم ومغفور تھے۔ اُن کے فرزند ارجمند مولانا

ھ ۱۲ ۸۶

[1] روز ولادت یوم جمعہ چہارم ماہ شوال۔ مادۂ تاریخ ولادت مولانا ابو المحمود سید وشاہ احمد اشرف ۱۲

[2] تاریخ ولادت ہفتم ذیقعدہ یوم دوشنبہ ۱۳۱۱ھ ۱۲

ھ ۱۳ ۱۱
۱۵

[3] روز ولادت یوم سہ شنبہ پانزدہم ذیقعدہ۔ مادۂ تاریخ ولادت سید ابو المحامد محمد اشرف مد عمرہٗ ۱۲

مولوی سید محی الدین[1] اشرف کی دستار بندی فضیلت امسال ہونیوالی ہے اگرچہ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا گھرانا خاندان اشرفیہ میں علم کے اعتبار سے ہمیشہ مشہور و ممتاز رہا ہے مگر حضور قبلہ وکعبہ کی برکت سے اس زمانے میں دولت علم وکمال سے یہ گھر اسقدر مالا مال ہوا کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی بیعت سے اطراف عالم میں اسقدر لوگ فیضیاب ہوئے ہیں کہ اُن کا شمار ناممکن ہے۔ باتباع سنت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ ہمارے حضور قبلہ وکعبہ کے ہاں مریدین فہرست میں درج ہوا کرتے ہیں مگر فہرستیں بھی بن بن کر غائب ہوگئیں اور اب اُن کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ ملک ہند میں بنگال۔ مدراس بمبئی۔ کاٹھیاواڑ۔ مارواڑ۔ دکن۔ اودھ۔ پنجاب اور سندھ۔ بیرون ملک ہند عدن۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ شام۔ حلب۔ مصر اور عراق۔ ان جملہ علاقوں میں تین سو ضلع سے زیادہ کے لوگ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے سلسلہ ارادت میں مسلسل ہیں۔ اسوقت تک طبقہ علماء میں پچاس عالم سے زیادہ شرف خلافت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ اور کل خلفاء کی تعداد سو سے زیادہ ہوگی اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی سیر و سیاحت ضرب المثل اور اشاعت سلسلہ بے بدل سمجھی جاتی ہے۔ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس سلسلہ شریفیہ کا اجراء شرق سے غرب تک حضور قبلہ وکعبہ کی ذات بابرکات سے ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اجرائے سلسلہ کے اعتبار سے اگر آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

[1] تاریخ ولادت یوم شنبہ پانزدہم ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ ہجری۔ ۱۲

کے آفتابِ لایت کا پرتو کہیں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔اِس دوہرے میں آپنے اپنی سیاحت کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ٭

دنیا میں ایسے پھرے جیسں پھرت پرکار
آٹکے پہلی ٹھاؤں میں بیٹھے آسن مار

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے وقتاً فوقتاً فارسی اُردو اور ہندی میں کچھ کلام موزوں فرمایا ہے۔آپ کا کلام ذوق وشوق کی عکسی تصویر ہوتا ہے۔ سُوءِ اتفاق سے بہت سا کلام ضائع ہوگیا ہے۔جسقدر اِسوقت دستیاب ہوا وہ جمع کیا گیا۔سُبحان اللہ کیا کلام عرفان نظام ہے۔ایک ایک لفظ اثر میں ڈوبا ہُوا ہے۔زبان شیریں ہے۔بیان رنگیں ہے۔مگر باایں ہمہ تصنّع سے مبّرا۔ تکلّف سے معرّا۔عندلیبانِ گلشنِ قال کے زمزمے کچھ اَور ہوتے ہیں۔بلبلانِ گلستانِ حال کے چہچہے کچھ اَور۔وہاں زیادہ تر قوائے عقلیہ سے خطاب ہوتا ہے یہاں سراسر قلب و رُوح کی جانب روئے سخن ہے۔وہاں اصولِ بلاغت کی پابندی میں کوہ کندن وکاہ برآوردن ہوتا ہے۔یہاں باتباعِ سُنّت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کوئی کہلاتا ہے تو کہتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں۔نتیجہ یہ کہ ٭

شعر می گویم بہ از آبِ حیات
من ندانم فاعلاتن فاعلات

اِس دیوان عرفان ترجمان کی ترتیب اور سلسلۂ انطباع ۱۳۳۲ھ میں شروع ہُوا۔اور ۱۳۳۳ھ میں نوبت انطباع پہنچی۔اِسی لئے احبابنے جو قطعات تاریخ لکھے ہیں۔اُن میں بعض مادّے ۱۳۳۲ھ کے ہیں اور باقی ۱۳۳۳ھ کے۔ چنانچہ وہ قطعات درج کئے جاتے ہیں ٭

قطعات تاریخ ترتیب و طبع

از نتائج طبع فصیح اللسان عذب البیان مولوی سید شاہ نذر اشرف صاحب
متخلص بہ اشرف برادر زادہ حضرت مصنف مدظلہ

دیوان اشرفی کہ بود بہر طالباں — سرچشمۂ منابع و انہار معرفت
ہر لفظ اوست غنچۂ از گلشن سلوک — ہر بیت اوست سبزۂ گلزار معرفت
ہر مطلعش فروغ تجلی برق طور — ہر مقطعش خزینۂ انوار معرفت
مطبوع شد ز کوشش نیرنگ پاکباز — درویش حق شناس و طلبگار معرفت ۱۳۳۲ھ
اشرف چو رفت قیس دلم سوئے دشت فکر — تاریخ گفت لیلی اسرار معرفت

از طبع نازک خیال شیریں مقال مولوی مظفر علی صاحب مدرس مدرسہ اشرف المدارس کچھوچھہ شریف

چھپا ان دنوں اشرفی کا کلام — جو ہر صاحب دل کو مرغوب ہے
طریقت سے ہر نظم کو واسطہ — حقیقت سے ہر شعر منسوب ہے
مظفر ذرا کان دھر کے سنو — اگر تم کو تاریخ مطلوب ہے
۶۶۶ × ۲ = ۱۳۳۲ھ
صدا آرہی ہے فلک بار بار — مکرر کہو واہ کیا خوب ہے

ریختہ کلک جواہر سلک ادیب اریب مولوی علی احمد خاں صاحب اسیر
نقشبندی قادری بدایونی پروفیسر عربی سینٹ جانز کالج آگرہ

مرحبا صل علی دیوانے — دفتر معرفت و ایقانے
حبذا مصحف آیات جلال — آیۂ سورۂ انوار جمال

پرتو مہر کمال وحدت	شمع فانوس خیال کثرت
مو بمو شانۂ زلف اسرار	سر بسر غازۂ سلطان بہار
از جناب شہ قطب عالم	زیب سجادۂ غوث اعظم
نونہال چمن سمنانی	قادری اشرفی و جیلانی
خرقۂ چشت بدوشش پرنور	چشمش از بادۂ عرفاں مخمور
ساقی بزم رسول الثقلین	قرۃ العین حضور سبطین
بلبل نغمہ سرائے توحید	طوطی آئینہ دار تجرید
یارب از فیض سخن تا بہ ابد	طالبش فائق مطلوب شود ۱۳۳۲
سال طبعش ز اسیر ناشاد	ہمہ آئینہ ذات حق باد

ولہ

مرحبا دیوان آں جان و دل پیران پیر	صاحب سجادۂ قطب دو عالم دستگیر
اشرفی جیلانی و چشتی معین الاولیا	قرۃ العین شہ سمنانی نور الہدیٰ
جلوہ آرائے حقیقت گشت مثل شمع نور	شاہد رعنائے وحدت کرد در کثرت ظہور
دفتر عرفان حق آئینہ انوار ذات	مصحف آیات رحمت شرح اسرار صفات ۱۳۳۲
بہر طبعش از اسیر بینوا شوریدہ حال	شمع فانوس خیال اوج اہل حال سال

ساقی نامہ نتیجہ فکر فلک پرواز سخن سنج طناز مولوی یعقوب حسین صاحب ضیا بدایونی فرزند جناب اسیر بدایونی

ہے کہاں اے ساقی میکش نواز	تا کجا اخفائے صہبائے حجاز
اٹھی ہیں رم جھم سنہری بدلیاں	ہے امنگوں پر بہار گلستاں
غنچہ و گل بیخود و مخمور ہیں	نشے میں نرگس کی آنکھیں چور ہیں

جھومتے ہیں جوشِ مستی میں شجر — دامنِ گل ہے مئے عرفان سے تر
کھولدے ساقی کلیدِ میکدہ — ہے طلوعِ صبحِ عیدِ میکدہ
آج میخواروں کی سج دھج اَور ہے — اشرفی پیرِ مغان کا دَور ہے
رِند ہیں فرطِ خوشی سے باغ باغ — نورِ افشاں ہے کچھوچھے کا چراغ
قادری صہبا شرابِ سنجری — آج ایک شیشے کے اندر ہے بھری
نقشبندی سہروردی بادہ خوار — جوش مستی میں ہیں باہم ہمکنار
بزمِ عرفاں صحبتِ رندانہ ہے — خانقاہِ صوفیاں میخانہ ہے
چل رہا ہے خیر سے دَورِ شراب — دستِ ساقی میں ہے اِک روشن کتاب
شغلِ مے میں ہو رہی ہے قدرِ فن — میکدہ ہے صورتِ بزمِ سخن
مصحفِ آیاتِ اسرارِ سرور — اشرفی صاحب کا ہے دیوانِ نور
ہے فروغِ نشۂ خاصانِ حق — اس بیاضِ حق نما کا ہر ورق
بیت ہر اک خانۂ خمار ہے — مطلع مطلع مطلعِ انوار ہے
بندش ہر شعر کیف انگیز ہے — سطر ہر اک سلک جوہر ریز ہے
ہے عروسِ نظم کی مستی غضب — ہو رہے ہیں صدقے اربابِ ادب
شاہدِ مضموں کا حُسنِ دلربا — دخترِ رز کی ایک مستانہ ادا
ہے کہیں لُطفِ ملاحت کی جھلک — بادہ خواروں کے لئے کانِ نمک
ہے کہیں تلخی حلاوت سے وہ بات — مصرع مصرع بن گیا شاخِ نبات
ہے فصاحت میں بلاغت لُطف خیز — ہر گلِ مضمون تو ہے عطر بیز
وصف اِس بحرِ لطافت کا محال — درحقیقت ہے یہ دیوان بیمثال
مدح کے نغمے کہاں تک گایئے — فکرِ سالِ طبع دیواں چاہیئے
مرحبا صد مرحبا فکرِ ضیا — حبذا صد حبذا ذہنِ رسا
سال کیا سِلکِ مضامیں سے چُنی — ہے دُرِ یکتا کلامِ اشرفی
۱۳۳۲ھ

از فخر العلما مولوی حکیم سید شاہ محمد فاخر صاحب بیخود محمدی اجملی زاہدی اشرفی علیمی الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہ۔ الہ آباد۔ خلیفہ اجل حضرت اشرفی مد فیضہ

اشرفی آں مقتدائے اہلِ دل	طرہ دستار فخر و اعتلا
چوں علیؓ را با حسینؓ آمیختم	نام پاکش گشت روشن چوں سہا
آفتابِ دودمانِ قادری	چشتیاں را بادشاہ و پیشوا
وارداتِ خویش را فرمود نظم	نظم او چوں سلکِ دُرہا پُر ضیا
بیخود از خادمانِ بارگاہ	مرحبا نیرنگ را صد مرحبا
سعی کامل کرد در ترتیب باز	بہر طبعش مستعد شد حبذا
در سنِ طبع کلامِ بیمثال	ھ ۱۳۳۳ می نویسم بحرِ فیضِ کبریا

ولہ

چھپ رہا ہے کلام حضرت کا	فکر تاریخ کی جو بیخود ہے
فیض مرشد سے لکھ دے مستانہ	ھ ۱۳۳۳ قادری پیالہ اور چشتی مے

ولہ

خدا رکھے ہمیشہ ایسی رفعت	فلک سے بڑھ کے شانِ اشرفی ہے
کہوں تاریخ میں چھپتا ہے دیواں	ھ ۱۳۳۳ بہارِ بوستانِ اشرفی ہے

ازمولوی سید شاہ خوب اللہ صاحب ماہر محمدی اجملی زاہدی۔
متولی خانقاہ دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہٗ الہ آبادی
برادر خرد فخر العلماء علامہ بیخود الہ آبادی

جناب عم قبلہ اشرفی کا	یہ دیواں یا چراغ قادری ہے
ہوئی ماہر جو فکر سال و تاریخ	کہا ہاتف نے باغ قادری ہے ۱۳۳۲ھ

ازجناب مولانا مولوی شاہ محمد ذکاوت حسین صاحب ذکا اسرائیلی قادری
امام جامع مسجد سنبھل ضلع مرادآباد

چھپ گیا جب صحیفۂ نامی	مجھ کو تھا سال طبع میں سکتا
کہا ہاتف نے ہم لکھیں تاریخ	نظم سید علی حسین کی لا ۱۳۳۲

ولہ

سرو آزادے زبستانِ حسنؓ	نونہالِ گلستانِ پنجتن
مرشد و ہادی و سجادہ نشیں	فضل کُلی داد اورا ذو المنن
نظم و نثرش ہست در عالم بے	اندریں فن ہست معیار سخن
چوں کلام معنوی مطبوع شد	گشتہ مطبوع ہمہ اہل زمن
با ذکائے سنبھلی تاریخ طبع	ہاتفے گفتا بلے اشرف سخن ۱۳۳۲ھ

ازجناب مولانا مولوی مفتی ابوذر صاحب رُوفی اسرائیلی وارثی سنبھلی
مدرس دینیات مسلم ہائی سکول شہر انبالہ

خُداداں خدا بیں بسرو علن	وہ آل نبی وارثِ پنجتن

وہ مسند نشین خلافت مآب
ہیں بحر سخاوت کے دُرِ ثمن

لکھا اس فصاحت بلاغت سے دیواں
جسے دیکھ حیراں ہوں سب اہلِ فن

ہوئی طبع جس دم وہ نظم شریف
تو احسنت بول اُٹھا چرخ کہن

رؤفی نے ہاتف سے پوچھا جو سال
تو بولا چھپا اشرفی کا سخن

۱۳۳۳ھ

از سگ کوچہ حضرت مصنف مدظلہ العالی سراپا عار و ننگ بندہ نیرنگ

اشرفی اشرف ارباب شرف
پیکر معنی و تمثال جمال

در گلستان نبی طرفہ گلے
در چمن زار علیؓ تازہ نہال

سرو خوش قامت باغ حسنینؓ
لالۂ گلشن سلطانِ جیال

صورتش صورت غوث اعظمؒ
سیرتش سیرت احمد بمثال

غازۂ عارض زیبائے سلوک
سرمۂ نرگس شہلائے کمال

گفتہ اش گفتہ ہاتف از غیب
قال او آئینہ چہرۂ حال

شعر او رشحہ نیسانِ قدم
فی المثل انزا اثر سحر حلال

تازہ ساز د بدل سنگدلاں
قصہ نغمہ داؤد و جبال

پیش آب گہر گفتارش
گہر و لعل نماید چو سفال

بارک اللہ چہ روشن دیواں
بدر از تابشِ آئش چو ہلال

گفت نیرنگ چہ سال طبعش
گفتمش مطلع خورشید جلال

۱۳۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ منظوم سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ

یارب بمحمد بہر علی بحسن سلطان دین مددے
بن یزید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدین مددے

پئے ممشاد و بحق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
مودود و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدین مددے

بفرید و نظام و سراج و علائی اشرف نور العین و علی
بحسین و جعفر و ہم حاجی پئے شمس الحق و الدین مددے

پئے راجو و احمد فتح اللہ بمراد و بہا و توکل من
بہر داؤد و نیاز ولی پئے اشرف نیکترین مددے

از عجز و نیاز بو احمد این اشرفی بے سامانے
بر خستگی جانم نظرے بر حال من مسکین مددے

شجرۂ منظوم سلسلۂ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ

یارب بمحمد بہر علی بحسن سلطان دیں مددے
بحبیب و طائی و ہم کرخی بسری جنید امیں مددے

بابوبکر و عبد الرحمن ہم بو الفرح و پئے ہنکاری
بسعید و غوث جیلانی بعلی محبوب متیں مددے

پئے افلح و بو الغیث و فاضل بعبید و جلال و شہ سمنان
پئے نور العین و بہر حسن شہید گوشہ نشین مددے

بمحمد و بہر حسین ولی پئے عبد رسول و نور اللہ
بہدایت و پیر عنایت شہ پئے نذر ہادی دیں مددے

بہ نوازش و صفت و قلندر حق پئے منصب اشرف مرشد من
بر اشرفی درویش حزیں اے ذوق عرش بریں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ

کہ از حضرت حافظ احمد حسین شاہ صاحب شاہجہان پوری قدس سرہ حاصل شدہ

یارب بمحمد فخر رسل بعلی ولی شہ دیں مددے
بہر حسن و عبد الواحد بفضیل سراج یقیں مددے
پئے ابراہیم بن ادہم بحذیفہ و شاہ امین الدیں
پئے ممشاد و بو اسحٰق احمد محمد نیک تریں مددے
پئے یوسف ہم قطب الدیں بشریف و ہم عثمان معیں
پئے قطب فرید و نظام الدیں نصیر و کمال الدیں مددے
بسراج و علم الحق والدیں بہر محمود و جمال و حسن
بمحمد و ہم یحییٰ مدنی بہ کلیم و نظام الدیں مددے

بشہ فخر و سبحان علی بو اللیث و سرفراز کامل
بغلام امام و شہ احمد بر اشرفی مسکیں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ صفویہ

کہ از جناب شاہ خلیل احمد المخاطب بہ عین اللہ شاہ صفی پوری حاصل شدہ

یارب بمحمد بہر علی بحسن سلطان دیں مددے
بن زید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدیں مددے
پئے ممشاد و بو اسحٰق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
پئے قطب و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدیں مددے
بفرید و نظام و نصیر الدیں بجلال و راجو مرشد من
پئے سارنگ و مینا و ولی پئے سعد و صفی الدیں مددے
بمبارک و اکرم عالیشان عبد الرحمٰن عبد الواحد
پئے زاہد و بہر شہ بھومن عبد اللہ ہادی دیں مددے

بہر انعام و غلام پیر از بہر حفیظ و شہ خادم
بخلیل عین اللہ ولی بر اشرفی مسکین مددے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام فارسی

عمرہا جلوہ او جست نگاہم پیدا
کرد آئینۂ دل صورت ماہم پیدا

بیگمانست کسے پیش نگاہم پیدا
کہ شد از جلوۂ او نور خداہم پیدا

کعبہ و دیر ز آوارگیم تنگ آمد
نیست در عشق مگر جائے پناہم پیدا

مگذر از رہِ الطاف کہ این شیوۂ تست
گرچہ صد فتنہ نماید گناہم پیدا

حال بیتابیِ دل از منِ بیمار مپرس
کہ شررہا شود از شورشِ آہم پیدا

چشم گریان و دلِ سوزان رُخِ زرد و تنِ زار
در رہِ عشقِ تو گشتند گواہم پیدا

اشرفی ذلّت و رسوائیِ کوئے خوباں
کرد در ہر دو جہاں عزت و جاہم پیدا

بحضورت نہ کشادم لب عرض مدعا را
کہ مرا ز در گہ خود منِ عاجز و گدا را

نظرِ تلطّفے کن تو بحالِ من خدا را
کہ نہ تابِ ہجر دارم بحضور دار ما را

بجہاں اگرچہ گشتم نہ بجد عا رسیدم
کہ سوائے در گہ تو بکہ آرم التجا را

بمذاقِ صوفیانہ ز کشاکشِ زمانہ
دلِ من کہ بود مومیں شدہ ہمچو سنگ خارا

سر اشرفی فدایت بسرِ رہِ رضا یت
بسرت کہ سر نتابم چو کشی بہ تیغ ما را

این است بعشق حاصلِ ما | شد بر تو فدا تن و دلِ ما
گفت از پسِ قتل قاتلِ ما | بنگر سوئے رقصِ بسملِ ما
این عشق کجا رساند مارا | شد کوچۂ یار منزلِ ما
گاہے نگہے بکشتگاں کن | بے رحم مباش قاتلِ ما
از گوشۂ چشم ہم نہ بینی | صد درد الم است شاملِ ما
در بحرِ محبّت غریقیم | از چشم نہانست ساحلِ ما

جز وصل مخواہ اشرفی ہیچ
دیگر نبود محاصلِ ما

بشکلِ شیخ دیدم مصطفیٰ را | ندیدم مصطفیٰ را بل خدا را
ز خود فانی شدم دیدم بقا را | ندیدم غیر ذات خود خدا را
مکن اے زاہدِ خشک اعتراضے | چہ دانی سرّ توحیدِ خدا را
اگر گوئی مرا تو بت پرستی | بگویم در بتاں دیدم خدا را

چہ گویم اشرفم یا اشرفیم
مپرس این سرّ پنہانی خدا را

بآستانہ امامین کاظمین رضی اللہ عنہما عرض کردہ شد

ایہا الموسیٰ بن جعفر و جی تقی ابن الرضا | اے امام ابن الامام ابن امام الاتقیا
از جہاں رفتی بجاں بیکسی و رنج و غم | لیک عالم را رہانیدی ز قید رنجہا
عرض حاجت میکنم در پیشِ شاہِ کاظمین | جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا

جبہ سائے آستانت جن و انسان و ملک	ز اتباع انبیا ذات تو فخر الانبیاء
خاکروبی جنابت ہر کہ کرد از صدقِ دل	درج شد نامش بدفترہای نام اولیاء
حدِّ امکانِ منِ مسکیں نباشد وصفِ تو	وصفِ تو داند خدا یا خاصِ خاصانِ خدا

آرزوہائے دل این اشرفی خاکسار
جملہ برآور طفیلِ حیدرِ مشکل کشا

بدربار سامرہ شریف بروز دوشنبہ ۲۷ ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ
اندر صحن روضہ مبارک عرض کردہ شد

اے نقی و عسکری ابنِ بتولِ پارسا	حاجتِ این بندہ را از لطفِ خود فرما روا
اے امامینِ غریب و بیکس و مسکیں نواز	علمِ عرفانِ خدا را کن بایں مسکیں عطا
از پئے آں حجۃ اللہ مہدیٔ آخر زماں	سینہ ام روشن شود از نورِ ذاتِ کبریا
باد صد جانم فدائے قبۂ ہر دو امام	این دلم قربان و چشمم فرشِ راہ این دوتا

در جنابِ این کریماں کے رسید سے اشرفی
گر نبودے لطفِ شاں ہر لحظہ پیشش رہنما

دلِ من خاص آشیانۂ تست	لطف فرما کہ خانہ خانۂ تست
ہر کہ بیگانہ گشت از عالم	بخدا بندۂ یگانۂ تست
نیست ماوائے در جہاں دگرے	ما منِ جملہ آستانۂ تست
از کمانِ دو ابروت بدلم	تیر افگن کہ ایں نشانۂ تست
زلفِ پرپیچ و تاب و خالِ رخت	ایں عجب دام و طرفہ دانۂ تست

شوخ چشما سحر چشم من	ایں خمار از مے شبانہ تست

غزل اشرفی شنید چو یار
گفت ایں مزِ عاشقانہ تست

باز از دستِ جنوں چاک گریباں شد نیست	فتنۂ دامن کش ایں بے سر و ساماں شد نیست
صاف کردیم بجہد اتم آئینۂ دل	بامید آنکہ رخ یار نمایاں شد نیست
جان و ایماں بتو اے پیر مغاں خواہم داد	غیر ازیں از من بیچارہ چہ ساماں شد نیست
در شب وصل ز دیدار چہ لذت گیرم	دانم آخر سحر ہجر نمایاں شد نیست
گریہ کم کن صفتِ ابر بہاری کاخر	نغم آں گل تر عمر بپایاں شد نیست
نظرے کرد بطفلی سوئے حالم استاد	گفت ایں نام کن سید سمناں شد نیست

اشرفی چند بنالی نغم آں مہرو
آنچہ تقدیر شدہ روز ازل آں شد نیست

اے سوزِ فراق تو در دل شررے دارد	جاں سوختۂ عشقت تفتہ جگرے دارد
عاشق برخ جاناں ہردم نظرے دارد	بے فکر زایں و آں با دوست سرے دارد
عمریست کہ در دو تو بیتابی تو اتم کرد	ایں شام غم ہجراں آخر سحرے دارد
آں شوخ بت پرفن دلبر و بیک غمزہ	در دلبری عالم زیبا ہنرے دارد
اے زاہد ظاہر بیں از سر نہانِ ما	واقف بود آں مرے کز دل خبرے دارد
با یک نظرے جادو ہوشم بربود و گفت	ایں سحر مپنداری چشم اثرے دارد

چوں اشرفی بیدل آزاد ز عالم شد
ہرکس کہ بکوئے تو یکدم گذرے دارد

جانِ من قربانِ آن جانِ جہانم شد چہ شد
باعثِ تفریحِ جانِ ناتوانم شد چہ شد

مہربانِ حال زارم مہربانم شد چہ شد
خوش بلائے جانِ جانِ من بسر آمدہ

کفر و اسلام بزلف و روی او وابستہ شد
رشتۂ اُلفت چو بستم زاں پریرو سیم تن

بانشان از نامِ او نام و نشانم شد چہ شد
نامِ آن نام آوری سے وروز بانم شد چہ شد

گام فرسا سویم آن سرو روانم شد چہ شد
دِل اسیرِ دامِ گیسوئے بتانم شد چہ شد

مذہبم گبر و مُسلماں ہر دو نشانم شد چہ شد
بے تعلّق جان و دل از دو جہانم شد چہ شد

اشرفی در کوئے جاناں ذلّت و رسوائیم
باعثِ فخر و ظہور عز و شانم شد چہ شد

شہ خوبانِ من رنگیں قبا نازک ادا دارد
بصد ناز و کرشمہ شوخئے لاانتہا دارد

نہ در عالم نظیرِ صورتش موجود نے ممکن
نگر دو چوں فدا ایش عالمے کز بہر تسخیرے

بر قصم جاں فدا سازم بزیر پائے آں خنداں
چساں شکوہ کنم ممنون بیدادم کہ آں قاتل

بہر غمزہ بہر عشوہ جہانے مبتلا دارد
دلِ عشاق پامالِ خرام نازہا دارد

چہ گویم وصفِ حُسنِ او کہ از خوبی چہا دارد
قدِ رعنا رخِ زیبا جمالِ دلربا دارد

اگر از خواہشِ خود یارِ من قتلم روا دارد
پئے عشاق جائے مہر صد جور و جفا دارد

مپرس از اشرفی احوالِ او در عشقِ تو چوں است
کہ آں بیچارہ اندر سینہ دردِ لا دوا دارد

بتاریخ ۸ ربیع الاوّل ۱۳۳۰ھ بوقت رخصت از مدینہ منوّرہ بریل گفتہ شد

از محفلِ جانانہ من دور شدم امروز
بر خود نہ چرا گریم مہجور شدم امروز

جز نالہ و آہ من نے مونس و غمخوارے
اے وائے برین حالت معذور شدم امروز

بے وصل نہ صبر آید مشتاق لقایش را
در داکہ ز دست غم مجبور شدم امروز

بازار برہم سویش بینم رخ نیکویش
گویم بمراد دل مسرور شدم امروز

قاصد ز بر دلبر پیغام بمن آورد
حقا کہ ازیں احسان مشکور شدم امروز

چوں شیر و شکر باہم آمیخت بمن ماہم
از گفتن قول حق منصور شدم امروز

اے اشرفی مسکیں در میکدۂ عشقش
از خوردن یکجامش مخمور شدم امروز

محبوب ذات کبریا فریادرس فریادرس
مخصوص درگاہِ خدا فریادرس فریادرس

اے انبیا را پیشوا فریادرس فریادرس
ہر مقتدا را مقتدا فریادرس فریادرس

عالم ز علم من لدن دانندۂ اسرار کن
اے جائے تو عرش علا فریادرس فریادرس

تا عرضِ حالِ خویشتن پیشِ جنابت کردہ ام
دارم بدل امید ہا فریادرس فریادرس

از دستِ چرخ کج خرام آمد بلاہا بر سرم
شاہِ رسل عقدہ کشا فریادرس فریادرس

افتادہ ام در بیکسی للہ بفریادم رسی
اے دستگیر بینوا فریادرس فریادرس

کار ہمہ دنیا و دین وابستہ مرضی تست
اے مرجع شاہ و گدا فریادرس فریادرس

ہر لحظہ دارد التجا ایں عاجز و مسکیں گدا
اے حضرت خیر الوریٰ فریادرس فریادرس

ایں اشرفی خستہ جاں گوید بصد آہ و فغاں
یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ فریادرس فریادرس

سروے بقامت تو بہ بستان ندیدہ ام
چوں تو گلے بہ ہیچ خیابان ندیدہ ام

ف۱ یہ غزل دربار شریف مدینہ منورہ میں بذریعہ مولوی فخر الدین بریلوی پیش ہوئی۔ بحمد اللہ کشود کار اور حصول مدعا ہوا ۱۲

در باغ دہر گشتم و دیدم ہزار گُل
ہر کس کہ یک نظر بجمالِ تو کرد گفت
اے شاہِ دلبراں نظرے کُن کہ در غمت

یک گُل چو رُوئیت اے گُل خنداں نہ دیدہ ام
جز حق دگر بصورتِ انساں نہ دیدہ ام
تا بُودہ ام بجز رُخِ حرماں نہ دیدہ ام

جاناں ترحمے کہ بعالم چو اشرفی
دلدادہ و گدائے پُر ارماں نہ دیدہ ام

من چو با جاناں سائی یافتم
عاشقے بُودم کنوں از وصلِ یار
دلبرا از لطف و احسانِ شما
جُملہ سامانِ شہنشاہی نہاں

قبضہ بر ملکِ خدائی یافتم
عشوہ ہائے دلربائی یافتم
بندۂ بُودم خدائی یافتم
ورنہ دلقِ گدائی یافتم

اشرفی سرِّ نہاں چوں شد عیاں
از خودی در خود جدائی یافتم

حُبِّ علیؓ نقش زن سینہ ام
فخر نمایم بغلامئ او
جلوۂ دلدار نمایاں زِ من
ہیچ نبودم و ہمہ ہا شدم

شیعہ نیم سُنّیِ بے کینہ ام
بندۂ ایں درگہِ دیرینہ ام
من ہمہ تن صورتِ آئینہ ام
ہست ہمیں قصّۂ دوشینہ ام

او نہ بہ خر مہرہ خرد اشرفی
ہست دریں پردہ چہ گنجینہ ام

ویرانہ کنی ز خان و مانم
گر ذبح کنی بہ تیغِ نازم

تا کے بزنی بامتحانم
آزردہ نہ ام کہ شادمانم

تو در من و من بتو دگر ہیچ — افسانۂ این و آن ندانم
گفتم کہ مقام تست جائے — آخر غلط آمدہ گمانم

ہاں اشرفیا فنا چہ باشد
از ہستی خود بدہ نشانم

آوارۂ جہانم مست مئے الستم — بے نام و بے نشانم مستِ مئے الستم
آتش ز دل فروزم این ما سوا بسوزم — برقِ شرر فشانم مستِ مئے الستم
در روئے خوبرویاں دیدم جمالِ جاناں — عین عیاں آنم مست مئے الستم
شہباز اَوج قدسم سیمرغ قاف اُنسم — عنقائے لامکانم مست مئے الستم
صحرائے غیب رفتم رازِ نہفتہ گفتم — بیرونِ این و آنم مست مئے الستم
رفتم بہ بزمِ دلبر خوردم شرابِ احمر — منّت کشِ مغانم مست مئے الستم

اے اشرفی بہر جا مانند شاہ راجا
با نالہ و فغانم مست مئے الستم

اے حبیبِ خالقِ یکتائے من — وے رسولِ پاک دل آرائے من
از کشاکش ہائے غم عاجز شدم — لطف فرما سیّدِ والائے من
در پریشاں حالی و در بیکسی — آستانت مامن و ماوائے من
پیشِ سلطانِ مدینہ اے صبا — عرض کُن حالِ مصیبت ہائے من

بر غلامِ عاجز خود اشرفی
رحم کُن اے والی و آقائے من

شدہ ز حُسن و جمالم جمال یار عیاں — ز نقش صورت من صورتِ نگار عیاں

منم کہ نالہ کنم در فراقِ مہرویاں
نہ پے برد ز نہاں و عیاں من ہر کس

ز سینہ آہ کشم شکلِ اشکبار عیاں
ہماں منم کہ نہانم و آشکار عیاں

گہے بصورتِ زاہد گہے برنگِ رند
گہے مصلّی نشیں گہہ شراب خوار عیاں

بنوش جامِ مل و روئے ارغوانی کن
گذر ز خویش و مبیں رہ وجود جز معشوق
ز عاشقی بگذشتی صدائے ارنی چیست
بیا ز خلوتِ خود مستِ حسن از رہِ لطف

ز فیضِ پیرِ مغاں لطفِ زندگانی کن
برشئے خود نگرو شور من رانی کن
بناز و غمزہ ندا ہائے لن ترانی کن
شبے بخانۂ عشاق میہمانی کن

اگرچہ پیر شدی اشرفی ز حسرتِ وصل
بیا و روئے صنم عیشِ نوجوانی کن

بدربارِ فیضِ آثارِ کربلائے معلّٰی این کلماتِ حسرت آمیز بوقت حاضری در ۱۳۲۳ھ بماہ شعبان عرض کردہ شد

رہبرِ سالکاں نگاہِ حسینؓ
شامیانِ جفا شعار ز ظلم
وائے آں جاہلاں ندانستند
تشنہ لب داشتند تا سہ روز
آفریں ہا کہ پیش سرورِ دیں
چوں ہمہ ہمرہاں شہید شدند

راہِ دیں راست شاہراہِ حسینؑ
نہ نمودند عزو جاہِ حسینؑ
کہ بلند است پایگاہِ حسینؑ
بیں چہ شد حالتِ تباہِ حسینؑ
فدیہ کردند جاں سپاہِ حسینؑ
بیکسی بود خود گواہِ حسینؑ

پسر نوجواں چو گشت شہید ۔ رفت سوئے فلک نگاہِ حسینؑ
آنزماں گشت عالمے تاریک ۔ قتل گردید خود چو شاہِ حسینؑ
روحِ سلطانِ انبیا بگریست ۔ در غمِ قتلِ بے گناہِ حسینؑ
دیدہ از خود بگریہ مے آید ۔ چوں بیائی بقتل گاہِ حسینؑ
غیر حُر حری بہ لشکرِ شمر ۔ نہ کسے بود خیر خواہِ حسینؑ
یابم ار مثلِ جاں خود صد جاں ۔ فدیہ اش مے کنم براہِ حسینؑ
اے خدا حبِّ اہلبیت بدل ۔ کالحجر نقش کن بجاہِ حسینؑ

اشرفی جملہ مدعا یابی
بر تو افتد اگر نگاہِ حسینؑ

جلوہ گر نورِ خدا شد بر رخِ تابانِ تو ۔ مہرِ انور و ضیا حاصل شد از ایوانِ تو
اے جہانگیر ولی محبوبِ یزدانی توئی ۔ من چہ گویم ہست در کون و مکاں اعلانِ تو
تارکِ شاہی شدی و مسکنی شاہنشہی ۔ دہر از دستِ ستم با امن در دورانِ تو
زندہ کردی آں بتِ سنگیں برائے گلخنی ۔ از قضا اندر قضا جاری بود فرمانِ تو
بسکہ مارا ساختی در مزرعِ دل حارثے ۔ آب خواہم تا رسد از چشمۂ فیضانِ تو
اے کہ در ذکرِ جمیلت روح را شد لذتے ۔ شاید از لطف و کرم سویم شود میلانِ تو

ملتجی چشمِ رحمت اشرفی خاکسار
عاجز و مسکیں فقیرِ بے سر و سامانِ تو

ز دستِ زہد و تقوی چند باشم خانہ بربادے ۔ حریمِ دل ز شاہِ عشق باد آباد و بنیادے
اسیرِ دامِ زلفم کرد نازک طبع صیادے ۔ نہ تابِ دم زدن اینجا نہ جائے شور و فریادے

به تیغ ناز گر قتلم کند ترکے پریزادے
قتادہ کار من در دست بیرحمے عیارے
فراموشم مکن ایجاں کہ از درد فراق تو
ز آہ آتشینم شد شرر ہا از جگر پیدا

جزاک اللہ برآید از نہادم جائے فریادے
جفا جوئے جفا کارے ستمگر سخت جلادے
دل صد چاک دارم خاطر صد گونہ ناشادے
خدارا رحمے اے شعلہ مزاجے شوخ آزادے

ببر باد صبا پیغام ایں مسکیں بہ پیشِ اُو
کہ گاہے اشرفی را نیز کُن در بزم خود یادے

اے یار بہ رُخ نقاب تا کے
تا چند خوری مے حریفاں
اے بخت سیاہ با من زار
در میکدہ مدتے بسر شد
برخیز کہ منزلیست در پیش
جاناں رحمے کہ بے قرارم

ایں مہر تہ سحاب تا کے
مرغ دل من کباب تا کے
ایں گردش و انقلاب تا کے
ایں شیوہ نا صواب تا کے
اے خانہ خراب خواب تا کے
با خستہ دلاں عتاب تا کے

از ہجر تو اشرفی است بیتاب
با عاشق خود حجاب تا کے

ز درد ہجر تو ہر صبحگاہے
نظر کُن بر منِ حال تباہے
چو خواہش کردم از بہر نگاہے
دراں کوئے کہ آئی بہر تفریح
نماید عالمے تاریک در چشم

کنم صد نالہ و فریاد و آہے
تو جان جانم اے نور نگاہے
بگفتا دائماً نے گاہے گاہے
خوشا بختم کہ گردم خاک راہے
کشم گر از دلِ پر درد آہے

چو در کوئے بتاں گیرم سکونت
بدانم بہتر از صد خانقاہے

میرس از اشرفی حالش کہ چونی
کہ خوردہ بر جگر تیرِ نگاہے

اے لمعۂ نورِ تو انوارِ خدادانی
من ذرہ ناچیزم تو مہرِ درخشانی
بر مصحفِ روئے تو ارباب نظر بینند
خورشید چہ تاب آرد از نورِ جمالِ تو
از شوقِ وصالِ تو آمد چو خیالِ تو
در حضرتِ والایت آیم بچہ سامانے

چوں غیر خدا خوانم واللہ خدا شانی
للہ نظرے فرما اے سیّد سمنانی
انوارِ الٰہی را چوں آیت قرآنی
آئینہ صفت ماند در حیرت و حیرانی
دل رفت ز پہلویم اے دلبرِ لاثانی
ساماں نبود مارا جز بے سر و سامانی

ایں اشرفیِ مسکیں با جان و دلِ محزوں
صد بار فدائے تو اے مظہرِ رحمانی

سینہ جائے حسینؓ ابنِ علیؓ
من گدائے حسینؓ ابنِ علیؓ
ہست کافی برائے بخششِ ما
سرمۂ دیدۂ ملک گردید
بیشک اے دل خدا رسیدہ بود
طائرِ روح مے کند پرواز
بر سر دوشِ مصطفےؐ جا داشت
گر بہشت است بر زمیں اینست

جاں فدائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بے نوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
خوں بہائے حسینؓ ابنِ علیؓ
خاکپائے حسینؓ ابنِ علیؓ
آشنائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بہوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
ہر دو پائے حسینؓ ابنِ علیؓ
کربلائے حسینؓ ابنِ علیؓ

آسماں خوں گریست با صد غم / بعزائے حسینؓ ابن علیؓ
از زمیں تا فلک ہر آنچہ کہ ہست / شد برائے حسینؓ ابن علیؓ
ملک و جن و انس سعے کوشند / در رضائے حسینؓ ابن علیؓ
عشق دارد بذاتِ والایش / خود خدائے حسینؓ ابن علیؓ
مے کنند ناز بر شہنشاہی / ہر گدائے حسینؓ ابن علیؓ
از دو عالم نمود بے پروا / لطفہائے حسینؓ ابن علیؓ
عاشق زار چوں نہ جاں بازد / بر ادائے حسینؓ ابن علیؓ
کس نداند بجز خدائے قدیر / درجہائے حسینؓ ابن علیؓ
من ناداں چساں کنم دعوائے / در ثنائے حسینؓ ابن علیؓ
اے خوشا آندم کہ بیند آں رخ پاک / مبتلائے حسینؓ ابن علیؓ
عاصیانند مستحق جناں / از ولائے حسینؓ ابن علیؓ
سجدہ گاہ ست عاشقانش را / نقش پائے حسینؓ ابن علیؓ

شاہ گردید اشرفی درویش
از عطائے حسینؓ ابن علیؓ

شاہِ جیلاں بمن زار و پریشاں مددے / نورِ عینین نبی سید و سلطاں مددے
حاضرم بر درِ پاک تو بصد رنج و الم / دستگیرا بمن بے سر و ساماں مددے
باامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام / مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے
بر دلِ مردۂ من یک نظر لطف بکن / اے مسیحائے زماں عیسئ دوراں مددے

ف این غزل در ۱۳۲۳ھ اندر روضہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ در بغداد شریف گفتہ شدہ۔

بر درِ پاک تو داریم سرِ عجز و نیاز — پیرِ پیرانِ جہاں شدِ پاکاں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنیم اے آقا — چشمِ رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شب تاریک و رہِ تنگ و من بیچارہ — اندریں حالِ زبوں اے مہِ تاباں مددے

ہندی و سندی و ترکی بدرت عرضگذار — اے شہنشاہ نوازندۂ مہماں مددے

حالِ دل را چہ کنم عرض کہ خود بر تو عیاں — بچنیں خستگئے جان پر ارماں مددے

طالبِ معرفتم قلبِ مرا روشن کن — اے شہ کشورِ دیں صاحبِ عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالتِ پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامی پیراں مددے

قطعہ

من ذرہ مہر بو ترام — روشن بجہاں چو آفتابم

در ملکِ جہاں ز شرق تا غرب — آن کیست کہ نیست فیضیابم

دیگر

اشرفا از کرمت قدر جہانم نبود — پیش احسانِ تو پروائے زمانم نبود

از جنابِ تو کجا اشرفی خستہ رود — کہ بجز درگہ تو جائے امانم نبود

دیگر

ایں عاشقِ شیدائے دیوانہ شود روزے — ایں قصۂ رسوائی افسانہ شود روزے

ساقی چو دہد جامت مینوش و غنیمت داں — کایں میکدۂ کہنہ ویرانہ شود روزے

مناجات بحضور پرنور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرور انبیا سلام علیک — رہبر اولیا سلام علیک
از پس مدّت دراز مرا — شد حضوری درگہ والا
اے دل و جانِ من فدائے تو — نرود از سرم ہوائے تو
آمدم با ہزار عجز و نیاز — بحضوری شاہ بندہ نواز
بہ سلام تو حاضر ست غلام — آرزو میکند جواب سلام
گر علیک السّلام فرمائی — شرف و عزّتم بیفزائی
دل نادانِ من بہ نادانی — میکند ایں خیال پنہانی
کہ بدرگاہِ سیّدِ اعلیٰ — ہست مشکل رسائے ادنیٰ
کے سلامت بآنجناب رسد — ذرّہ چوں رو بآفتاب کشد
باز از غیب میشود تسکیں — کہ مشو رنجہ و مباش حزیں
ہست مسکیں نواز شاہِ ما — باعث فخر و عز و جاہِ ما
در جوابش سلام ماؤ شما — ہم کلام و پیام ما و شما
بوساطت بدرگہ شہ دیں — میرسد التجائے ہر مسکیں
شاہ ما بندہ پرور ست حلیم — ختم بر ذات اوست خلقِ عظیم
سوئے کل زائرانِ روضۂ خویش — ملتفت میشود بلا کم و بیش
گو مرا صورتاً حضوری شد — ولے معناً نہ دور دوری شد
نظرِ لطف کن بسوئے من — کرم تست آرزوئے من

این حجابِ درونِ من خیزد / رشحۂ فیض بر دلم ریزد
بخدا از من کمینہ ذلیل / سگ کوئے تو بہتر است جلیل
اے سگِ کوچۂ حبیبِ خدا / خاکپائے تو کحل دیدۂ ما
اے شجر ہائے روضۂ محبوب / چہ نصیب شماست خوش اسلوب
کہ مدام است قبۂ خضرا / بہر نظارہ پیش چشم شما
اے جبالِ جوارِ سرورِ دیں / خوش نصیبید با فر و تمکیں
وائے بر ما و حسرتِ دلِ ما / کہ بہ ہند است دور منزلِ ما
حاضرم لیک در دلِ پُر غم / ہست پیدا کمال رنج و الم
کہ پس از چند روز روز فراق / پیش چشم من است بر دل شاق
مغتنم دان حضوریٔ شہ دیں / کہ پس وصل دوری است قریں
باز در خاکدانِ ہند مرا / رفتن است از چنیں جنابِ عُلا
اللہ فی بعد وصل ہجر مباد / نشود خاطرِ حزیں ناشاد

دیگر

اے عربی خاتمِ پیغمبراں / تاج سرم سرورِ سرافسراں
اے درِ تو جائے مناجاتِ من / کعبۂ دیں قبلۂ حاجاتِ من
مامن و ماوائے غریباں توئی / مرجع قوم جن و انساں توئی
بہر سلام تو غلامانِ تو / حاضر دربار خداشانِ تو
ما ہمہ خوانیم صلوٰۃ و سلام / خوش کہ بفرمائی علیک السلام

گر شنوم از تو جواب سلام | فخر و مباہات نمایم مدام
زانکه چو آئی بسلامِ غلام | به که کنم بر تو ہزاراں سلام
جز در والائے توائے نورِ جاں | نیست مرا جائے نجاتِ و اماں
حاضر در بار شریفم مگر | داشته انبار گناہاں بسر
از کرم و از رہِ لطفِ شہی | بارِ سرم از سرِ من وا رہی
سیّد و سُلطان زمین و زماں | واسطهٔ بخششِ ما عاصیاں
از پئے بخشایشِ ما پُر گناه | پیش خداوند جہاں عذر خواه
دست من عاجز و بیچاره گیر | نیست کسے جز تو مرا دستگیر
سایلِ مسکیں بدرت آمده | طالبِ لطف و کرمت آمده
دست گُشا جانبِ زنبیلِ ما | سرور دین شاه زمین و زماں
بر در تو آمده ام چوں گدا | منتظرم تا چه نمائی عطا
جمله تمنّائے من دلفگار | ہست عیاں پیش توائے تاجدار
نیست مرا حاجتِ اظہار حال | زانکه تو دانی ہمه پیش از مقال
با که کنم عرض تمنّائے خویش | جز درت اے مرہم ہر سینه ریش
کے بمراد دل خود میرسم | بے سر و ساماں شدم و بیکسم
بیکسی و رنج و غم من به بیں | نیست مرا حامی و مونس قریں
مرجع مخلوق خدائے جہاں | مظہر حق واقفِ سر و عیاں
ذاتِ شریفت چو نه گشتے عیاں | ہیچ نه بودے ز دو عالم نشاں
از سبب ذات توائے ذی وقار | گشت خدائی خدا آشکار

خلدِ برین هست اگر بر زمین | هست همین روضهٔ سلطانِ دین
گنبدِ خضرا از تو آراسته | به ز جنان رونق نو خواسته
در دلِ ویرانهٔ من جا نما | اے ز تو آبادیٔ ویرانه ها
همچو مدینه بدلم جا گزین | زانکه درین خانه که گردد مکین
نورِ تو دل را چو میسّر شود | خانه تاریک منوّر شود
دیده بگرید به تمنّائے تو | حسرتِ دل اینکه شود جائے تو
طاقتِ صبر از دلِ من طاق شد | قصّهٔ من شهرهٔ آفاق شد
خاطرِ آشفته ام اے نورِ حق | از غمِ هجرانِ تو دارد قلق
تا بکے از سوزِ فراقِ تو من | سوزم و از درد شوم نعره زن
سیّدِ عالم نظرے از کرم | بر منِ دلداده که دیوانه ام
غیرِ تو کس نیست مرا چاره ساز | سیّدِ والا شهِ مسکین نواز
رحم بحالِ منِ بیچاره کُن | چاره ندارم تو مرا چاره کُن
از پے دیدارِ رُخِ حق نما | دیده طلبگار که بیند ترا
کاش جمالت نظر آید بخواب | این دلِ تاریک شود نوریاب
بوسه زنم بر کفِ پایت بجوش | وز دلِ پُر درد بر آرم خروش
کاے عربی الطحی و یثربی | بندهٔ تو مشرقی و مغربی
اے شهِ اُمّی لقب عالی نسب | در غمِ تو سخت کشیدم تعب
باز نگرداں ز حضوری جدا | اے به تو صد جان و دلِ من فدا
جانِ من و جانِ من و جانِ من | رُوحِ روانِ تنِ بیجانِ من

برقع میند از برخ بعد ازیں — روئے تو آئینہ حق الیقیں
تا بجہان است مرا زندگی — باد ز دیدار تو خورسندگی
شکوہ ہجراں نرود بر زباں — دولت وصل تو کند شادماں
ایکہ حیات ابدی وصل تو — منظر نور صمدی وصل تو
شکل بشر آمدۂ حبذا — جلوہ ذات احدی مرحبا
از ادبت گو کہ نہ گویم خدا — لیک ندانم ز خدایت جدا
ذات تو عشق است بحق حق نما — اے بسرا پردۂ وحدت خدا
بہر خداوندی حق سر تست — ذات تو شد از ہمہ عالم نخست
چوں نکند عشق خدائے قدیر — بسکہ تو در حسن خودی بےنظیر
آدم و عالم ہمہ شیدائے تو — شیفتۂ حسن دل آرائے تو
کیست بجز ذات شریف شما — کز ازلش عاشق و شیدا خدا
صدقہ محبوبئ خود یا رسول — عرض من خستہ جگر کن قبول
اے کہ قسم خورد بعمرت خدا — سوئے رہ عشق خودم رہنما
الفت اغیار رود از دلم — بر رخ زیبائے تو شیدا شوم
آتش عشق تو بود مشتعل — دل نہ بغیر تو شود مشتغل
زندگی و موت بعشق تو باد — غیر ازیں ہیچ نخواہم مراد
باز نماند ہوسے در دلم — نور مجسم شود آب و گلم
اشرفیا بر در سلطان دیں — ہست دعایت بہ اجابت قریں
بہر مناجات وصول مرام — بہتر ازیں نیست بعالم مقام

زود بہ آداب بصد التجا
بندہ ام و تابع فرمانِ تو
وقت بپا گشتنِ روزِ قیام
نعرہ زناں شور کناں از مزار
کے مدنی مکی و شاہ رُسل
من بہ جہاں در غمِ تو سوختم
گشت نہ امروز قیامت بپا
رُوئے تو من بینم و بینندگاں
آمدہ وقتِ کرمِ عامِ تو
دامنِ لُطف و کرمِ خود کشا
سیر بہ بینم رُخِ زیبائے تو
ہست تمنائے منِ بینوا
از لبِ جاں بخش تو آید خطاب
بر درِ پاکم چو گذر شد ترا
چوں برسد مژدہ قبول دُعا
اشرفیا بر درِ خیر الانام

بار دگر عرض بکن کے شہا
بلکہ غلامے ز غلامانِ تو
از لحد خویش چو خیز د غلام
عرض کند پیشِ تو اے تاجدار
باعثِ پیدائش ہر جزو کُل
دیدۂ خود از ہمہ ہا دوختم
بر سرِ اَوج آمدہ تقدیرِ ما
شاد و غم آزاد و مسرت کناں
بہرہ بیابیم ز انعامِ تو
بر سرِ ما سایہ فگن از عطا
سر بہ نہم زیرِ کفِ پائے تو
پیش جناب ترسد ایں التجا
جُملہ دُعائے تو شدہ مستجاب
زُود بیابی ہمہ مقصود ہا
باز نماند ہوسِ مُدّعا
عرض کُن از شوق صلوٰۃ و سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام اُردو

(۱)

مشہور ہو رہا ہے عز و جلال تیرا
جاری ہے ہر زباں پہ قال مقال تیرا

تو پردۂ تعین رُخ سے اگر اٹھاوے
عالم کو محو کر دے حُسن و جمال تیرا

آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں رنگ نکلی
جلوہ دکھا رہا ہے یہ خط و خال تیرا

گا ہے بشکلِ ممکن گا ہے برنگِ واجب
نظارہ ہو رہا ہے لے باکمال تیرا

نظروں میں اہلِ دل کی کثرت ہے عین وحدت
ہر حال میں ہے حاصل قرب و وصال تیرا

خود کر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے
شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا

بلجائے جام وحدت گر واعظا تجھے بھی
مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا

مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو واصل
حاصل ہوا اُسی کو پیارے وصال تیرا

جب تجھ میں شرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

سینے میں ہے زخمی دل دیوانہ ہمارا
مرقد میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

ہم شیفتۂ حُسنِ جوانِ عربی ہیں
عالم میں زباں زد ہے یہ افسانہ ہمارا

مخمورِ مۓ عشق رسول دوسرا ہیں
بے وجہ نہیں نالۂ مستانہ ہمارا

لہ یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں وقت سفر زیارت مدینہ منورہ جہاز پر لکھی گئی۔

واعظ سے کہو محفل مستاں میں نہ آئے | ہے توبہ شکن مشرب رندانہ ہمارا

اب لیجیے خبر اشرفی خستہ کی یا شاہ
ابتر ہے بہت حال فقیرانہ ہمارا

وہ ترا جمال خدا نما جو خدا خدا نظر آگیا | بخدا خدا نظر آگیا بخدا خدا نظر آگیا
جو فنا کے بعد بقا ہوئی تیری ذات جلوہ نما ہوئی | یہ وجود فانی سربسر مجھے شکل لا نظر آگیا
جسے غیر کہتے تھے ہے خدا نہ وجود اسکا کہیں ملا | اسی اپنی صورت و شکل میں وہ مرا خدا نظر آگیا
کہوں کیا کہ کون ہوں کون میں جو کہوں کہیں ہوں میں نہ تھا | یہ سمجھ میں آیا کہ تو ہے تو جو حجاب وہ نظر آگیا
وہی ایک مہر منیر ہے وہی آپ اپنا نظیر ہے | وہ ہر ایک شکل میں جلوہ گر مجھے خود نما نظر آگیا
یہی اہل راز کی بات ہے کہ نہیں سوائے ظہور حق | اسے خود نمائی کا شوق تھا جو یہ ماسوا نظر آگیا

جسے لوگ کہتے تھے اشرفی اسے چشم غور سے دیکھ کر
لگے کہنے اہل نظر یہی کہ یہ کیا تھا کیا نظر آگیا

سینے میں دل ہوا تپاں ایسا | کہ نہ ہو کوئی نیم جاں ایسا
گوشۂ دل میں خوب آ ٹھیرے | یار پاتے کہاں مکاں ایسا
ہم چھپاتے رہے یہ چھپ نہ سکا | راز دل ہو گیا عیاں ایسا
نقد جاں دیکے بھی نہ ہاتھ لگا | تیرا سودا ہوا گراں ایسا
نکہت گل ہو جسطرح گل میں | یار دل میں ہوا نہاں ایسا
رگ جاں سے قریب تر ہے وہ | نحن اقرب سے ہے عیاں ایسا

اشرفی ناز کر تو اشرف پر
کون پاتا ہے خانداں ایسا

مرے دل کے آئینے میں جو وہ جلوہ گر بھی ہوتا
شب تار کسکو کہتے کہ عیاں سحر بھی ہوتا

کریں آہ و نالہ پیہم مگر اسکو کچھ نہیں غم
میرے دل کو صبر آتا وہ ذرا خبر بھی ہوتا

کشش دل حزیں خود اسے پاس میرے لاتی
مری آہ میں جو ہمدم کہیں کچھ اثر بھی ہوتا

مجھے موت کا نہیں غم مگر آئے اس کے در پہ
کسی حیلے سے الٰہی مرا واں گذر بھی ہوتا

کبھی اشرفی تڑپتا سر راہ شکل بسمل
مگر اس طرف سے اسکا کہیں رہ گذر بھی ہوتا

شان ختم رسل کا بیاں ہو گیا
حق عیاں حق عیاں حق عیاں ہو گیا

ان کے حسن خداداد کا ذکر سن
دل تپاں دل تپاں دل تپاں ہو گیا

مدح سرور میں مرغ چمن ذوق سے
نغمہ خواں نغمہ خواں نغمہ خواں ہو گیا

مصطفٰے کی صفت لکھتے لکھتے قلم
گل فشاں گل فشاں گل فشاں ہو گیا

ان کی مدحت میں یہ عاجز و ناتواں
لا بیاں لا بیاں لا بیاں ہو گیا

عشق احمد وصال خدا کیلئے
نردباں نردباں نردباں ہو گیا

نقش سم براق نبی سے فلک
کہکشاں کہکشاں کہکشاں ہو گیا

سن کے وصف جمال نبی دل مرا
شادماں شادماں شادماں ہو گیا

نام فرقت کا سنتے ہی یہ خستہ دل
نیم جاں نیم جاں نیم جاں ہو گیا

اشرفی فیض نعت شہ دیں سے تو
خوش بیاں خوش بیاں خوش بیاں ہو گیا

اے فخر رسل شہ سرور سر اکرو قید الم سے جلد رہا[1]
مجھے رنج و فکر نے گھیر لیا مرے درد دل کی تمہیں ہو دوا

[1] یہ غزل ۱۳۱۶ھ میں لکھ کر مدینہ منورہ بوساطت مولوی فخر الدین بریلوی روانہ کی گئی - انہوں نے دربار عالی میں عرض کیا - یہ غزل بحالت اضطرار لکھی گئی تھی - خدا نے اس عاجز کی التجا قبول کی اور شرور زمانہ سے نجات ملی ؂

ہے ذوق عبادت دل میں مرا عشق میں ہوا انجام مرا
کوئی حاجت رہ خیر نہو کروں گوشے میں بیٹھ کے یاد خدا

نہیں طالب دولت دنیا ہوں نہ امارت و عیش کی خواہش ہے
تری الفت میں دیوانہ رہوں مجھے طالب صادق اپنا بنا

تیرے عشق میں اے محبوب خدا مری عمر عزیز گذر جائے
نہ کسی کی محبت دل میں رہے نہ کسی سے تعلق ہووے مرا

کوئی مونس حال نہ رہا نہیں میری جان حزیں ہے اور غم ہے
کروں کس سے میں شکوۂ جور فلک میری کون سنے گا تیرے سوا

میں بشر ہوں بھلا کیونکر جھیلوں یہ ستم یہ جفا یہ رنج و الم
مجھے چین سے رہنا مشکل ہے مرا ضبط پہ بھی قابو نہ رہا

مرا قصۂ حسرت دل شاہا نہیں ایسا کہ لاؤں زباں پہ اسے
یہ خیال ہے گوش مبارک پر کہیں بار نہ ہوئے میرا کہنا

جو گذر ہو مدینے میں تیرا صبا یہ پیام مرا شہ سے کہیو
کہ ہے سخت پریشاں و مضطر وہ تمہارا غلام بے سر و پا

کرو مجھ پہ نگاہ کرم جو شہا ابھی بگڑی ہوئی بنجائے مری
ہوا اشرفی مسکیں کے لئے دوراں آمادۂ جور و جفا

جب کوہ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا
تسکین دل زار کا نقشہ نظر آیا

وہ روضۂ شاہنشہ بطحا نظر آیا
یا جنت ماوا کا بھی ماوا نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی جو نہیں خواب میں دیکھا
وہ قدرت خالق کا تماشا نظر آیا

عشاق چلو روضۂ محبوب خدا میں
لو دور سے وہ قبۂ خضرا نظر آیا

آنکھوں میں چکاچوند ہے کیوں ارو کہدو
کیا سب کی نگاہوں میں مدینہ نظر آیا

یہ قبۂ خضرا ہے سر راہ مدینہ
وہ مسجد عالی کا منارہ نظر آیا

اے اشرفی زار کہوں تجھ سے میں کیونکر
ان آنکھوں سے اس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

محفل اغیار میں جائینگے آپ
ہم کو تو حسرت سے ستائینگے آپ

تشنۂ دیدار کو اپنے کبھی
جام مے وصل پلائینگے آپ

گرِشش عشق نے تاثیر کی
ہجر میں کب تک رہیں بیتاب ہم

جانتے ہی پھر آپ سے آئینگے آپ
کہئے کسی روز بھی آئینگے آپ

اشرفیؔ شیفتہ کو بھی کبھی
اپنی حضوری میں بلائینگے آپ

سلامت رہو میرے سر پر سلامت
رہیگا جو قاتل ترا گھر سلامت

ہمیشہ رہو سایہ گستر سلامت
نہ جائیگا لیکر کوئی سر سلامت

مقابل میں اُس تیغ ابرو کے آکر
پھنسا مُرغ دِل دام گیسو میں ایسا

نکلجائے کیونکر کوئی سر سلامت
کہ ممکن نہیں ہووے جانبر سلامت

جفا پر تمہاری دُعا کر رہے ہیں
سمائے نگاہوں میں ایسے کہ ہر سُو

رہے شاد و خرّم ستمگر سلامت
تمہیں تم ہو اے بندہ پرور سلامت

دِل اشرفیؔ باتوں باتوں میں چھینا
رہے تا ابد میرا دلبر سلامت

غمِ فراق سے رہتی ہے انتشار میں رُوح
نہ قبر پر بھی اگر بعد مرگ آیا تو

جو وصل ہو تو رہے شاد جسم زار میں رُوح
رہیگی تیرے ہی تا حشر انتظار میں رُوح

سُنا دے مژدۂ دیدار جلد اے قاصد
نہ سخت ہاتھ لگاؤ سنبھل کے شانہ کرو

بہت دنوں سے تپاں ہے فراقِ یار میں رُوح
چھپی ہے کاکلِ مشکیں کے تار تار میں رُوح

طبیب دیکھ کے بیمار عشق کو بولا
اگر نہ آئے عیادت کو وقتِ نزع بھی تم

بس اِک حباب سی باقی ہے جسم زار میں رُوح
تڑپ تڑپ کے رہیگی مرے مزار میں رُوح

خبر نہیں تنِ لاغر کی اشرفیؔ ہم کو
بھٹکتی پھرتی کہیں ہوگی کوئے یار میں رُوح

فلک والان سلطان المشائخ ملک دربان سلطان المشائخ
دلا یہ کعبۂ اہلِ یقیں ہے درودالان سلطان المشائخ
مِلا ہے کیا ہی بخشش کا وسیلہ ہمیں دامان سلطان المشائخ
تمنا ہے یہی دل کی کہ دیکھوں رُخ تابان سلطان المشائخ
ابھی روشن ہو دل نورِ یقیں سے جو ہو فیضان سلطان المشائخ
کروں قرباں میں اپنے مال و جان کو جو ہو فرمان سلطان المشائخ
سراج الدین علاء الدین و اشرف گلِ بستان سلطان المشائخ

غلام اپنا بنایا اشرفی کو
یہ ہے احسان سلطان المشائخ

چھپائی کس لیے صورت دکھا کر ہمیں آشفتہ و شیدا بنا کر
پھر اپنے حسن کا جلوہ دکھا دو ہمارا سینہ آئینہ بنا کر
تڑپتا ہے دلِ غمگیں ہمارا ملیگا کیا تمہیں ہمکو ستا کر
کیا پیرِ مغاں نے کیا ہی بیخود ہمیں جامِ مئے وحدت پلا کر
وہ دامِ زلف میں دیتے ہیں ایذا ہمارے طائرِ دل کو پھنسا کر
جنونِ عشق میں یارب کسی کو نہ یوں میری طرح تو مبتلا کر

نہ بھولو اشرفی کو دل سے اشرف
درِ شاہانہ پر اپنے بُلا کر

ہماری آنکھوں سے ہرگز نہیں حجاب میں یار مگر ہے بخت سیہ اپنا انقلاب میں یار
نہ اپنی کہتے ہو صاحب نہ میری سنتے ہو بتاؤ حسرتیں کب تک رہیں حجاب میں یار

غضب ہے، قہر ہے دلدار سے جدا ہونا
نہ داغِ ہجر ہیں و سنِ شباب میں یار

مزے دکھائے کبابِ جگر اگر ہو کبھی
ترا لعابِ دہن ساغرِ شراب میں یار

ہزار جاں سے ہوا اشرفیؔ فدائے علیؑ
نظر پڑا جو اُسے شکلِ بُوتراب میں یار

رو رہا ہے کس قلق سے دل ہمارا زار زار
چُبھ گئے سینے میں غم سے اے گلِ بے خار خار

بخت خوابیدہ پہ حسرت آ رہی ہے بار بار
ہم تو چھوٹے یار سے اور ہو گئے اغیار یار

گر خوشی ہے قتل میں میرے تو پھر تاخیر کیا
گردنِ عاشق پہ کیجے کھینچ کر تلوار وار

جان کام آئے تمہارے عشق میں تو خوب ہے
صورتِ منصور پائے طالبِ دیدار دار

وصل مشکل ہے تو کر تدبیرِ وصل اے اشرفیؔ
کرتے ہیں آخر تو بیٹھے بیٹھے کچھ بیکار کار

کھو گئے دو عالم سے محوِ جانِ جاں ہو کر
دیر میں کیا مسکن طالبِ بُتاں ہو کر

تیرے مے پرستوں کو فکرِ زہد و تقویٰ کیا
کس لیے مقیّد ہوں مطلق العناں ہو کر

کیوں قفس میں پر باندھے طائرِ مقیّد کے
ہائے کیا کیا تو نے یار مہرباں ہو کر

تیرے ڈھونڈنے والے کہتے ہیں یہ حسرت سے
یار کیوں ہُوا مخفی بے طرح عیاں ہو کر

یوں تو جستجو میں ہم مدتوں رہے لیکن
کچھ نشاں ملا تیرا آپ بے نشاں ہو کر

رازِ خلوتِ جاناں لب پر آ نہیں سکتے
خود بخود ہوئے ساکت شکل بے زباں ہو کر

بیقراریاں کیسی اشرفیؔ تیرے دل کو
ضبط کیوں نہیں کرتا مردِ رازداں ہو کر

دردِ ہجراں میں ہُوا سخت گرفتار مریض
بسترِ غم پہ تڑپتا ہے ترا یار مریض

دیکھ بیمارِ محبت کو لگا کہنے طبیب
اچھے ہونے کے نہیں تیرے کچھ آثار مریض

آئے تو بہرِ عیادت اگر اے رشکِ مسیح
ابھی اچھا ہو ترا طالبِ دیدار مریض

اُسنے تیرے لبِ جاں بخش کے چکھے ہیں مزے
دارو‌ئے تلخ سے کرتا ہے جو انکار مریض

غش پہ غش آتے ہیں بیتابیِ دل ظاہر ہے
اب یہ بچتا نظر آتا نہیں زنہار مریض

نزع کے وقت نظر آئے اگر صورتِ یار
جی اُٹھے کیوں نہ ترا طالبِ دیدار مریض

اشرفی کے تپِ فرقت میں گئے تاب و تواں
آؤ ملجاؤ تڑپتا ہے یہ ناچار مریض

زلفِ بتاں کے پیچ سے خالق بچائے دل
مرنا جسے قبول ہو جا کر پھنسائے دل

یارب کبھی کوئی نہ کسی سے لگائے دل
مر جائے زہر کھا کے کسی پر جو آئے دل

رکھوں کہاں میں اب اسے پہلو کو چیر کر
ڈر ہے کہیں نہ یہ شررِ غم جلائے دل

کرتا ہے ابتدائے محبت سے شوخیاں
فرمائیے تو قابو میں کسطرح آئے دل

اے اشرفی بتوں میں محبت ذرا نہیں
کس طرح کوئی سنگدلوں سے لگائے دل

دل[1] پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یارسولؐ
درد میں اب حد سے گذری بیقراری یارسولؐ

ہائے خواہش ہی میرے دل کو مدینے کی رہی
کٹ گئی حسرت میں اپنی عمر ساری یارسولؐ

آپکی فرقت خزاں ہے نخلِ دل کے واسطے
آپ کا دیدار ہے فصلِ بہاری یارسولؐ

اب مریضِ عشق پر اپنے کرم فرمائیے
ہجر میں کب تک کروں میں اشکباری یارسولؐ

دل میں ہے شوقِ زیارت کیا کروں مجبور ہوں
رات دن کرتا ہوں غم میں آہ و زاری یارسولؐ

[1] یہ غزل ۱۲۹۴ھ میں باشتیاق مدینہ منورہ لکھی اور ۱۲۹۵ھ میں زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے ۔

قافلے ہر سال جاتے ہیں مدینے کی طرف
میری کب آئیگی واں جانیکی باری یا رسولؐ

اشرفیؔ شوق زیارت میں تڑپتا ہے مدام
صدمۂ ہجراں سے ہے اب جان عاری یا رسولؐ

آج مزے وصل کے پائینگے ہم
لذتِ دیدار اُٹھائینگے ہم

اِس تنِ خاکی کو مٹائینگے ہم
در سے تیرے پر نہیں جائینگے ہم

ذبح کرو خنجر ابرو سے تم
پر کبھی گردن نہ ہلائینگے ہم

جس نے سنا اُسپہ جنوں چھاگیا
آپ کا قصّہ نہ سنائینگے ہم

ساتھ لیئے جایئے جانِ حزیں
صدمہ ہجراں نہ اُٹھائینگے ہم

پیرِ مغاں اب تو نہ انکار کر
کہہ میری خاطر سے پلائینگے ہم

بند درِ میکدہ ہے اشرفیؔ
جان پر اب کھیل کے جائینگے ہم

پوچھے ہمسے کوئی کہ کیا ہیں ہم
مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں ہم

گو کہ ظاہر میں یاں گدا ہیں ہم
لیک باطن میں بادشا ہیں ہم

جتنی شکلیں ہیں سب ہماری ہیں
کسی صورت سے کب جدا ہیں ہم

اپنی صورت پہ آپ عاشق ہیں
جسطرح ہم کہیں بجا ہیں ہم

نحن اقرب دلیل ہے اپنی
کہو جاناں سے کب جدا ہیں ہم

دم میں کرتے ہیں سیرِ باغِ جناں
تیز رَو صورتِ صبا ہیں ہم

کبھی بیمار اور کبھی ہیں طبیب
اور کبھی دافعِ بلا ہیں ہم

کبھی ذرّہ ہیں اور کبھی خورشید
اور کبھی صورتِ سہا ہیں ہم

یہ جو کہتے ہیں ہم نہیں کہتے
اشرفیؔ آپ سے جدا ہیں ہم

غم ہجر سے زار و نزار ہوں میں نہیں تم کو روا یہ جور و ستم — ملو آکے صنم ملو آکے صنم ملو آکے صنم ملو آکے صنم
اسی فکر و تلاش میں عمر کٹی نہیں دولتِ وصل نہ ہاتھ لگی — ہے ہجر میں ہم ہے ہجر میں ہم ہے ہجر میں ہم ہے ہجر میں ہم
مجھے تیغِ جفا سے جو قتل کیا تو پھر اسے لاش کے حاصل کیا — یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم
نہ گلوں میں یہ بو ہے نہ رنگ ترا نہ تو شمس و قمر کو یہ حسن ملا — ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم
ہوئے کتنے پری رخ و ماہ جبیں یہ کسی کو بقا نہ ملی نہ ملی — گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم
جنہیں الفتِ عشق کا روگ لگا نہ فراق میں ضبط کسی سے ہوا — مرے کھاکے وہ سم مرے کھاکے وہ سم مرے کھاکے وہ سم مرے کھاکے وہ سم

ابھی ہم کو ہے پیش طویل سفر کہیں باندھو بھی اشرفیؔ اٹھ کے کمر
رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم

ہم سے نہ کچھ پوچھئے شکل خیالی ہیں ہم — یار کے اسرار سے پر نہیں خالی ہیں ہم
نور احد ہم میں ہے جلوہ احمد بھی ہے — ذات جلالی ہیں ہم شانِ جمالی ہیں ہم
اپنا نشاں کیا کہیں کون بتائیں پتا — ہاں نہ جنوبی ہیں ہم اور نہ شمالی ہیں ہم
حیرتِ جلوہ نے یوں فرش میں کر دیا — حس حرکت کچھ نہیں صورت قالی ہیں ہم

اشرفِ سمناں سے گر پوچھو تو ظاہر ہو یوں
نام کے ہیں اشرفیؔ اشرف عالی ہیں ہم

صدمہ ہجر میں دل کر گیا آرام سے رم — ہونگے عالم میں ترے عاشق ناکام سے کم
یاں سے جاناں نہ اگر ہو گیا جانا تیرا — خود بخود نکلیگا بیخود مرے اندام سے دم
مرغِ دل کاکلِ پیچاں میں پھنسایا تو نے — سخت بیتاب و پریشاں ہے ترے دام سے دم

جلوۂ یار جو ہر شے میں نظر آنے لگا
دفعتہً چھوٹ گئے پنجۂ اوہام سے ہم

اللہ فی آئینۂ دل میں جو دیکھا ہم نے
نہیں ممکن ہے کہ وہ سیر کرے جام سے جم

کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہو عالم میں کیوں اسکی تلاش میں رہتے ہو گم
کوئی ہے جو اسکا پتہ پوچھے تب لائینگے ہم یہ پردے سے
وہ تو پاس تھے پر دیکھا ہی نہیں پوچھے سے ہمکو سنا بھی چلے
جب من کان للہ ہوئے پھر کان اللہ لہ ٹھہرے

وہو معکم وہو معکم وہو معکم وہو معکم
فی انفسکم فی انفسکم فی انفسکم فی انفسکم
انا اقربکم انا اقربکم انا اقربکم انا اقربکم
لاریب لکم لاریب لکم لاریب لکم لاریب لکم

یہی کہتا ہے اللہ فی مسکیں نہیں خالی ہے اس سے کوئی کہیں
احدٌ منکم احدٌ منکم احدٌ منکم احدٌ منکم

یہ قصیدہ بغداد شریف میں آستانۂ غوث پاک پر لکھا تھا

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
سرچشمۂ فیض و بحرِ کرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

اے حیدرِ شیرِ نر کے پسر اے بنتِ رسول کے لختِ جگر
واقف ہے شرق سے تیرا عالم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

اے راحتِ جانِ حسینؓ و حسنؓ تازہ ہے تجھی سے علیؓ کا چمن
دنیا میں ہے جنت تیرا حرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

ہر فضل و کمال میں ہو یکتا اور بذل و نوال میں بے ہمتا
کیا کوئی کرے وصفِ اتم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

بغداد میں ہند سے آیا ہوں لو بارِ گنہ لیے آیا ہوں
اس عاجز پر ہو نگاہِ کرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

دامانِ مراد مرا بھر دو انجام بخیر میرا کر دو
آساں ہو منزل ملکِ عدم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

دم میں ہے نزع بدل بنا اس عاجز مسکیں کو بھی شہا
کر دیجیے عطا عرفانِ اتم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

کہلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادم
حاضر ہوا حضور میں سر کئے خم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

روضہ میں تیرے اگر ہر دم ہر شام و سحر گلگشت حرم — دکھلاتا ہے لطف باغِ ارم غوث اعظم شاہ جیلاں

میں مہکے گل باغ جیلاں رخصت ہو تیری کسی در شاداں — خوشبو سے میری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

تیرا نام ہوا لیا ورد زباں کھلی ہیں سارے راز نہاں — بن جائے میرا دل جامِ جم غوث اعظم شاہ جیلاں

سارے دشمن پامال ہیں سب دوست مرے خوشحال رہیں — ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں

کسی اہلِ دنیا سے میں کبھی نہ کروں کوئی حاجت پیش اپنی — نہ سنوں میں کسی کا لا و نعم غوث اعظم شاہ جیلاں

نہیں عالم میں اپنا ماویٰ بڑھ کر اس در سے تیرے شاہا — تیرے ہی درِ دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث میری امداد کرو غمگین ہوں دل شاد کرو — یہ عرض ہے با چشمِ پُر نم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے محبوبِ سبحانی گر ڈالو مرے اوپر اپنی نظر — کافور ہوں سارے درد و الم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل میری رزاقی ہے کیوں فکر معیشت باقی ہے — کر دیجئے عالم سے منعم غوث اعظم شاہ جیلاں

میں غریب مسافر ہوں تیرا مرا حامی ہر میں تیرے سوا — نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں

حاضر ہوں اب در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر — شیئاً لِلّٰہ قطبِ عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث کرو میری تسکیں تشویش میں ہے مری جانِ حزیں — ہو یہ مسرور دلِ پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں

تری ذات مقدس ہے یکتا اے نورِ نگاہِ حبیبِ خدا — تو فخرِ نسلِ بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں

شیئاً لِلّٰہ شیئاً لِلّٰہ ہے اشرفی مسکیں کی صدا
دیدیجئے کچھ از راہِ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شبِ آدینہ جب گورِ غریباں کو وہ جاتے ہیں — ہماری قبر پر کیں ناز سے ٹھوکر لگاتے ہیں

جو وہ غیروں کے گھر میں بے تکلف آتے جاتے ہیں — ہم اپنی چشمِ حسرت سے پڑے آنسو بہاتے ہیں

دلِ رنجیدہ میں کیا کیا وہ درد و غم بڑھاتے ہیں — کبھی جب حرفِ رخصت کا زباں پر اپنی لاتے ہیں

اسیرانِ محبت سے نہ پوچھو حال ہجراں کا — جو غم میں آپ روتے ہیں تو اوروں کو رلاتے ہیں

نگاہیں پھیر کر وہ شوخ چھپ جاتا ہے نظروں سے
ہمارا نام ناحق بے مروّت آپنے رکھا

کبھی فرط محبت سے جو پاس اپنے بلاتے ہیں
کہ اپنے گوشۂ خاطر سے خود ہمکو بھلاتے ہیں

پریشانی کا اپنی اشرفی اتنا اثر چھایا
ہمیں خواب پریشاں بھی پریشانی دکھاتے ہیں

حُسن میں لاکلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
دیکھا جو مَیں نے آئینہ شکل تری نظر پڑی
شکل مری حسین تھی اپنا ہی شیفتہ ہُوا
بات کہوں تو وہ کہوں کہنے میں جو نہ آسکے
حال مرا سنینگے جب سب کو تعجّب آئیگا
جانا ہے گرچہ ایکدن باغ جہاں کو چھوڑکر

رشک مہِ تمام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
میں تو برائے نام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
دلبر خوش خرام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
شاعر خوش کلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
عبرتِ خاص و عام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
زندۂ مستدام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

پیر شہ نیاز[۱] پہ جاں سے فدا ہوں اشرفی
اُن کا تو اِک غلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

جب سے کہ آغوش میں وہ مہ خوش خو نہیں
لاکھ تکلّف کرے بزم جہاں میں کوئی
بعد مرے ہمنشیں پڑھ کے میرے شعر کو
تیری شب ہجر میں کثرت اندوہ سے
سینے میں ملتا نہیں اب تو جگر کا پتہ
ہوگئے ترے مبتلا نذر کو لائے ہیں جاں

صبر تو رخصت ہُوا دل پہ بھی قابو نہیں
خاک نظر آئے گی ہمکو جہاں تو نہیں
رو دینگے حسرت سے یوں نافہ بے آہو نہیں
نالہ جو کر اٹھتے ہیں ضبط پہ قابو نہیں
پارۂ دل بہتے ہیں آنکھ میں آنسو نہیں
غیروں سے دل بیچنا اپنی تو یہ خو نہیں

[۱] مراد دادا پیر حضرت سید شاہ نیاز اشرفی علیہ الرحمۃ سے ہے۔

جب سے تصوّر کیا زلف گرہ گیر کا
اشرفیِ خستہ میں ہوش سرِ مُو نہیں

اپنا جلوہ جو دکھاتے ہیں
کبھی وحدت میں نظر آتے ہیں
جلوہ کثرت میں جو فرماتے ہیں
بنکے لیلےٰ کبھی محمل میں چھپے
کوئی بندے کو خدا کہتا ہے
مجلسوں میں کبھی صوفی بنکر

طرفہ دیوانہ بنا جاتے ہیں
آپ کو آپ ہی ملجاتے ہیں
شکل ہر رنگ کی دکھلاتے ہیں
کبھی مجنوں وہ نظر آتے ہیں
کیا کریں آپ ہی کہلاتے ہیں
شورِ ہُو ہُو بھی سُنا جاتے ہیں

اشرفی کو کبھی بدنام کیا
آپ پردے میں چھپے جاتے ہیں

زباں پہ جاری ہے نامِ احمدؐ یہ نام نقشِ نگیں ہے دلمیں
خدا کا جلوہ جو دیکھنا ہو تو جلوہ احمدی کو یارو
فراق ظاہر ستا رہا ہے نہیں تو باطن میں ہے یہ ظاہر
شفیعِ روزِ جزا اغثنی حبیبِ ربّ العلا اغثنی
مرے ستانے کیواسطے گر نقاب چہرے پہ ڈالتے ہو
شبیہ جاناں سمجھ کے ناداں دیکھ حسرت سے مہر و مہ کو

بند ہا ہے روضے کا یوں تصوّر کہ باغ خلد بریں ہے دلمیں
خفی و اخفیٰ میں پھر کے دیکھو وہ صورت نازنیں ہے دلمیں
کہ جسکی صورت پہ مر رہا ہوں وہ یار خلوت نشیں ہے دلمیں
دکھا دو پھر روضۂ منوّر کہ صبر باقی نہیں ہے دلمیں
تمہاری صورت کے دیکھنے کو یہ چشم باریک بیں ہے دلمیں
کہ جس نے شق القمر کیا تھا وہ ماہ منزل گزیں ہے دلمیں

جھکا کے سر بیٹھتے ہو تم کیوں یہ راز اے اشرفی بتادو
بندھا ہے کسکا تمہیں تصوّر یہ کس کی شکل حسیں ہے دلمیں

سلہ یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں بعد رخصت مدینہ منورہ رستہ میں لکھی گئی ۔

سرورِ انبیا مقتدا جانِ جاناں
دلبرِ اولیا مہ لقا جانِ جاناں

اس طرح سے نظر میں سما جانِ جاناں
ہر طرف تو ہو جلوہ نما جانِ جاناں

ماسوی بھولکر یاد ہو تیری باقی
میرے دل میں گھر اپنا بنا جانِ جاناں

ایسا جلوہ دکھا دو کہ موسیٰ کی صورت
ہو کے بیخود رہوں میں پڑا جانِ جاناں

حسنِ بے مثل پر تیرے عاشق ہوا ہے
آپ ہی حضرتِ کبریا جانِ جاناں

ایک عالم زلیخا کی صورت فدا ہے
حسن میں تم ہو یوسف لقا جانِ جاناں

تم پہ سو جان و دل ہوں تو قرباں کروں میں
میرے نازک ادا دلربا جانِ جاناں

اک نظر کر ادھر بھی خدا کے لیے
ہجر میں مر رہا ہوں چلا جانِ جاناں

یاد میں مصحفِ رخ کے وردِ سحر ہے
سورۂ شمس اور والضحیٰ جانِ جاناں

ہند سے پھر مدینے میں مجھ کو بلا کر
دیجئے دردِ دل کی دوا جانِ جاناں

پہلے کہتا تھا ہوں طالبِ وصل تیرا
اب تو مطلوب خود بن گیا جانِ جاناں

کس زباں سے کہوں کون ہوں اور کہاں ہوں
تیرے جلوے نے کیا کر دیا جانِ جاناں

اشرفی طالبِ گوہرِ مدعا ہے
اے مرے بحرِ جود و سخا جانِ جاناں

لہ درِ محبوب سے ہوتے ہیں جدا آج کے دن
دل سنبھلتا نہیں اپنا بخدا آج کے دن

نہیں طیبہ سے سفر پیش ہوا آج کے دن
میرے نزدیک ہوا حشر بپا آج کے دن

ہو کے رخصت درِ والا سے بصد نالہ و آہ
روتے جاتے ہیں غریب فقرا آج کے دن

کوئی چوکھٹ پہ فدا کوئی ستوں کے صدقے
لے رہا ہے کوئی پردے کی بلا آج کے دن

لہ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ھ بروز روانگی از مدینہ منورہ تحریر ہوئی ۔

دیکھ کر قبۂ خضرا نظر حسرت سے / سیکڑوں کرتے ہیں فریاد و بکا آج کے دن
دیکھئے کب مرے سرکار بلاتے ہیں مجھے / اب تو چھٹا شہر مدینہ سے چلا آج کے دن
کل خدا جانے کہاں صبح کہاں شام ملے / عاشقو کھا لو مدینے کی ہوا آج کے دن
دمِ آخر جو مدینے میں پہنچ جاؤں میں / سمجھوں مقبول ہوئی میری دعا آج کے دن

اشرفیؔ کو دمِ رخصت درِ شاہانہ سے
جو طلب کرتا ہے کر دیجے عطا آج کے دن

نقشۂ رخِ انور کا جما جا مرے دل میں / جلوہ قدِ رعنا کا دکھا جا مرے دل میں
اے کافرِ بدکیش تو آ جا مرے دل میں / بتخانہ خدا خانہ بنا جا مرے دل میں
یہ گھر ہے ترے واسطے اغیار سے خالی / تجھ کو نہ تکلّف ہو تو آ جا مرے دل میں
میں تیرے تجسّس میں رہا کرتا ہوں دن رات / کچھ اپنا ٹھکانا تو بتا جا مرے دل میں
سینے میں بھڑکتی ہے غضب آتشِ فرقت / یہ دل کی لگی آگ بجھا جا مرے دل میں
تیری ہی قسم تجھ کو مرا نام نہ لینا / گر کچھ بھی نشاں غیر کا پا جا مرے دل میں

ہیں دیدہ و دل اشرفیِ زار کے حاضر
آ جا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

سن سن کے حال حشر کا تھرّائے جاتے ہیں / اعمال اپنے دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
محبوبِ کبریا ہمیں بخشائے جاتے ہیں / ہم اپنے فعلِ زشت سے شرمائے جاتے ہیں
مرقد میں سوزِ دل سے پکارا جو یا رسولؐ / منکر نکیر بولے وہ خود آئے جاتے ہیں
چھوٹا مدینہ بختِ زبوں لایا ہند میں / لو ہم میں پھر نشانِ جنوں پائے جاتے ہیں

گذریں گے جب فراق کے دن وصل ہے مدام
اے اشرفیؔ تجھے یہی سمجھائے جاتے ہیں

اپنے رنگ و بو کے عاشق سو نق ہر گلزار ہمیں ہیں
گل بھی ہمیں گلشن بھی ہمیں ہیں نالۂ بلبل زار ہمیں ہیں

کفر کہاں اسلام کدھر ہے گبر و مسلماں کہتے ہیں کسکو
کعبہ ہمیں ہیں دیر ہمیں ہیں تسبیح و زنار ہمیں ہیں

مسجد و میخانہ میں ہمکو دیکھ کے ناداں کیا جانینگے
رند خراباتی بھی ہمیں ہیں واعظ خوش گفتار ہمیں ہیں

اپنے میں پائی ساری خدائی سب کچھ اپنا مظہر دیکھا
عرش ہمیں کرسی بھی ہمیں ہیں خلد ہمیں ہیں نار ہمیں ہیں

کافر ہو جو غیر کو سمجھے اشرفی واشرف ہیں واحد
کثرت میں ہے جلوۂ وحدت ہر صورت میں یار ہمیں ہیں

ہم اپنے باغ طبیعت سے گل کھلاتے ہیں
ہزار نغمۂ بلبل زباں پہ لاتے ہیں

جو اپنا زور طبیعت کبھی دکھاتے ہیں
تو ہر طرف سے صدا مرحبا کی پاتے ہیں

یہ کیا خوشی ہے کہ پھولے نہیں سماتے ہیں
یہ کس نوید پہ ہم کھل کھلائے جاتے ہیں

یہ لولیان فلک کیوں فلک پہ ہیں رقصاں
یہ کیوں نجوم کھڑے مشعلیں دکھاتے ہیں

جہاں میں کون سلیماں شکوہ آتا ہے
کہ مورچوں میں صدا اُدخلوا کی پاتے ہیں

یہ کس کے رعب و جلالت سے آج زیر زمیں
لحد میں رستم و سہراب تھرتھراتے ہیں

پڑا یہ زلزلہ کسریٰ کے قصر میں کیونکر
شکستگی کے اثر کنگرے دکھاتے ہیں

یہ کس نے ڈھنگ سکھایا خدا پرستی کا
بتان دہر جو سجدے میں سر جھکاتے ہیں

خبر یہ کس کی ولادت کی ہو رہی ہے بلند
ملک فلک سے بشارت سنانے آتے ہیں

نشان سبز کئے نصب سقف کعبہ پر
یہ جبرئیل بشارت کھڑے سناتے ہیں

محمد عربی خاتم رسل شہ دیں
قریب ہے کہ وہ تشریف یاں پہ لاتے ہیں

سناتے جن کی بشارت تھے انبیائے سلف
وہ شاہ کون و مکاں اس جہاں میں آتے ہیں

نہ کیوں زمین کرے ناز عرش اعلیٰ پر
حبیب حق کے قدم اسکے سر پہ آتے ہیں

میں تیرے جوش طبیعت کے اشرفی قرباں
بیاں کے وقت یہ مضموں کہاں سے آتے ہیں

محبوب[۱] کبریا کے قدم آج آئے ہیں
رشک جہاں ہمارے مکاں کو بنائے ہیں

کلبے میں ہم غریبوں کے تشریف لائے ہیں
سوتے ہوئے نصیب ہمارے جگائے ہیں

آنکھوں میں روئے پاک کے جلوے سمائے ہیں
صورت کا دلمیں آپ کی نقشہ جمائے ہیں

اب تو جمال اپنا دکھا دیجئے حضور
عشاق دور دور سے مشتاق آئے ہیں

اب کیا کروں کہ دل میں نہیں تاب ضبط کی
بے انتہا فراق کے صدمے اٹھائے ہیں

کیا دھوم مچ رہی ہے درود و سلام کی
صلِّ علیٰ ملک بھی یہاں سر جھکائے ہیں

قسمت کو اپنی ناز ہے اللہ رے میں کہ وہ
بخشش کا ہم غریبوں کے بیڑا اٹھائے ہیں

جنکا لقب سراج منیرا ہے دہر میں
سو جاں سے ہم انہیں کیطرف لَو لگائے ہیں

اے اشرفی مدینے میں مدفون ہوں اگر
سمجھیں یہ ہم کہ خلد میں مسکن بنائے ہیں

درِ محبوب[۲] پر جو کوئی جا پہنچا مدینے میں
کھلی آنکھوں سے دیکھا خلد کا نقشہ مدینے میں

نہ کلفت رہ گئی دلمیں نہ کچھ حسرت رہی باقی
نظر آیا جو شہ کا گنبد خضرا مدینے میں

سنبھالو یا رسول اللہ دل بیتاب کو میرے
ابھی اسکو نیا سودا ہوا پیدا مدینے میں

ہوئے رخصت جو طیبہ سے خیال آتا ہے یہ دلمیں
خدا جانے مقدر پھر بھی لائیگا مدینے میں

گدایانِ درِ دولت ہیں مستغنی دو عالم سے
خدا نے کر دیا ہے انکو بے پروا مدینے میں

چمک جائے ستارہ بخت کا اے دوستو اسدم
درِ محبوب پر جب ہو گذر اپنا مدینے میں

۱؎ یہ غزل وقت زیارت موئے مبارک پڑھی جاتی ہے۔ ۲؎ مقام مدینہ منورہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ لکھی گئی ۔

خدا اِس خاکدانِ ہند سے طیبہ میں پہنچا دے
وہیں موت آئے مدفن بھی بنے اپنا مدینے میں

میں کیوں خواہش کروں اے اشرفیؔ گلزارِ جنت کی
ہمارے واسطے ہے جنّت الماوےٰ مدینے میں

دل کو حسرت ہے مدینے میں پہنچ جاؤں میں
درِ محبوب انہیں آنکھوں سے دیکھ آؤں میں

یہ مقدّر ہے یہاں بیٹھ کے پچھتاؤں میں
سیکڑوں جائیں چلے اور میں رک جاؤں میں

مجھ سے پوچھے جو کوئی شورشِ ہجراں کا حال
رو کے بس آبلۂ دل اُسے دکھلاؤں میں

الغیاث اے مرے محبوبِ خدا سرورِ دیں
حکم کر دیجئے جلدی سے چلا آؤں میں

اب نہیں تاب کہ میں صبر کروں ہجراں میں
دلِ رنجیدہ کو کس طرح سے سمجھاؤں میں

میرے آقا میرے مولا میری لو جلد خبر
آستانے پہ تو مدفن کی جگہ پاؤں میں

قبر میں اشرفیٔ زار کے پاس آ جانا
وہ مکاں تنگ ہے وحشت سے نہ گھبراؤں میں

جانؔ و دل سے ہوں میں فدائے حسینؓ
میرا سینہ بنا ہے جائے حسینؓ

جائے مرقد ہو کربلائے حسینؓ
ہو دمِ آخری صدائے حسینؓ

موت بھی میرے واسطے ہے زیست
زندگی ہے مری ولائے حسینؓ

ہوں فقیرِ درِ شہِ شہدا
یارو مجھ کو کہو گدائے حسینؓ

عارف و کامل و ولی ہے وہی
جو کہ دل سے ہے مبتلائے حسینؓ

ناز ہے اسکو بادشاہی پر
جو ہے سو جان سے گدائے حسینؓ

اپنے خدام کو جناں کی طرف
چاہے دوزخ سے کھینچ لائے حسینؓ

ہند سے کربلا نہ آ سکتا
مجھ پہ ہوتی نہ گر عطائے حسینؓ

سلہ۔ اشعار بوقت حاضری دربار کربلائے معلےٰ عرض کئے گئے ۱۲

میں یہ سمجھوں دل اپنا کعبہ بنا — مرے دل میں جو گھر بنائے حسینؓ
نظر لطف سے اگر دیکھے — دم میں اکمل مجھے بنائے حسینؓ
دولتِ لازوال میں سمجھوں — ہاتھ آئے جو خاکپائے حسینؓ
کربلا چل کے کیا زیارت ہو — گر نہ اپنی کشش دکھائے حسینؓ
جسکو دنیا میں کہتے ہیں جنّت — وہ یہی جا ہے کربلائے حسینؓ
یا الٰہی نصیب ہو مجھ کو — حشر میں سایۂ لوائے حسینؓ
ہوگا کافی نجات امّت کو — کل قیامت میں خونبہائے حسینؓ
لٹتی ہے یاں یہ دولتِ دارین — طالبو ہے یہ خاص جائے حسینؓ
انکی توصیف میں لکھوں کیونکر — جب ثناخواں ہو خود خدائے حسینؓ
سورۂ دہر پڑھ کے قرآں میں — دیکھ لو مدحت و ثنائے حسینؓ
انکے حق میں ہے آیۂ تطہیر — ہے سحاب کرم ردائے حسینؓ
مصطفٰےؐ کاندھے پر چڑھاتے تھے — دوش محبوب حق تھے جائے حسینؓ
ظالموں نے نہ قدر کی اُن کی — کیا کہوں تم سے ماجرائے حسینؓ

آیا ہوں تیرے در پہ غمگیں اے شاہ علاء الحق والدیں[1] — کردے دلِ ناداں کی تسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں
ہو نورِ نگاہ سراج الدینؒ فرزند نظامؒ و فرید الدینؒ — گل گلشن قطبؒ و معین الدیںؒ اے شاہ علاء الحق والدیں
اے مرشد اشرف سمنانی ہو مظہر شان رحمانی — کردو مجھے فقر میں باتمکیں اے شاہ علاء الحق والدیں
دل میں نہ رہے کلفت اصلا مسرور چلوں اس در سے شہا — میں ہوں مغموم و زار و حزیں اے شاہ علاء الحق والدیں

[1] بعد زیارت آستانہ حضرت شاہ علاء الحق والدین پنڈوی گنج نبات قدس سرہ عرض کیا گیا۔

اشرف کے در سے آیا ہوں لاکھوں ہی تمنا لایا ہوں
ملتا ہوں تری چوکھٹ پہ جبیں اے شاہ علاء الحق والدیں

رہ فقر میں ہو ثابت قدمی کر مجھ پہ نگاہ لطف و کرم
بن جاؤں سزاوار تحسیں اے شاہ علاء الحق والدیں

میں سگ کان دنیا سے بے غم بیٹھوں کہیں گوشہ نشیں ہو کر
نہ سنوں میں کسی کا ہاں و نہیں اے شاہ علاء الحق والدیں

دامان مُراد مرا بھر دو ہے ہوں خادم موروثی تیرا
میرے داتا میرے سائیں اے شاہ علاء الحق والدیں

جو مانگونگا سو پاؤنگا محروم یہاں سے نہ جاؤنگا
دلمیں ہے میرے اسکا یقیں اے شاہ علاء الحق والدیں

اے خدام درگاہ علا مری عرض تمنا سن لیجے ذرا
سب لوگ کہیں آمیں آمیں اے شاہ علاء الحق والدیں

حاضر ہے اب در دولت پر پھیلائے ہوئے دامان طلب
بیچارہ اشرفی مسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

خاک صحرا کی اُڑاؤنگا مجھے جانے دو
کوئی دم اس دل بیتاب کو بہلانے دو

سیر گلشن نہیں بے یار کے مجھ کو بھاتی
اے رقیبو مرے گلرو کو ادھر آنے دو

قیس لیلیٰ پہ ہوا شیفتہ اور تم پہ ہم
ہونگے مشہور زمانے میں یہ افسانے دو

جھکیں زلفیں رخ تاباں کی بلا لینے کو
ہو بہو جیسے گریں شمع پہ پروانے دو

نہ پریشاں کرو لے باد صبا کے جھونکو
دوش پر کاکل خمدار کو بل کھانے دو

جب سے آئے ہیں ترے نرگس مخمور نظر
چھلکے جاتے ہیں مری آنکھوں کے پیمانے دو

جان ہی پر جو بنے گی تو بنے کیا غم ہے
اشرفی ناز و کرشمہ اُسے دکھلانے دو

اب[1] مدینے میں بلالو مرے آقا مجھ کو
حد سے افزوں ہے زیارت کی تمنا مجھکو

[1] یہ غزل بتاریخ ششم رمضان المبارک بحالت بیماری فرزند عزیز محمد یوسف فقیہ بغداد شریف میں لکھی گئی۔ ۸ رمضان کو وہ تندرست ہوگئے۔ ۱۰ رمضان کو سوار ہوگئے۔ ۱۲ منہ مدظلہ

اے صبا ہو کسی صورت سے رسائی میری
تو ہی پہنچا دے اڑا کر سوئے طیبہ مجھ کو

ہند سے میں تو چلا راہ میں یوں آ کے رکا
جس سے مشکل ہوا دربار میں آنا مجھ کو

جلد امداد کر اے شاہ مدینہ میری
اپنے در پر کسی عنوان سے بلوا مجھ کو

منتشر ہے دل مضطر نہیں کچھ بس میرا
سخت مشکل ہے مدینے میں پہنچنا مجھ کو

آرزو ہے کہ حضوری میں پہنچ جاؤں میں
نہ رہے صدمۂ دوری مرے آقا مجھ کو

صدقہ حسنینؓ کا زہراؓ و علیؓ کا صدقہ
آستانے پہ بلا لو شہ والا مجھ کو

اشرفی کی یہ تمنا ہے بصد عجز و نیاز
اے خدا اب درِ محبوب پہ پہنچا مجھ کو

جس کے آغوش میں وہ یار نہ ہو
ہائے کس طرح بے قرار نہ ہو

کیوں مرے دل کو انتشار نہ ہو
پاس جب کوئی غمگسار نہ ہو

گرم آہوں سے شعلے اٹھتے ہیں
دل کہیں آج داغ دار نہ ہو

کہوں مصرِ نفخت فیہ ابھی
واعظا تجھ کو ناگوار نہ ہو

جوش وحشت کہاں اٹھا لایا
یار کے گھر مری پکار نہ ہو

ذکر و شور بلبلو اتنا
کہیں اس گل کو ناگوار نہ ہو

نحن اقرب سنا کے کہتا ہے
میرے عاشق تو بیقرار نہ ہو

خاک پر تو ہماری آؤ کبھی
طبع نازک میں گر غبار نہ ہو

مے رنگیں ملے تو لے ساقی
بخدا نقد جاں سے عار نہ ہو

دردِ دل ہم چھپا سکیں لیکن
چشم گریاں جو اشکبار نہ ہو

ہے یہی اشرفی کے دل کی مراد
رازِ جانانہ آشکار نہ ہو

چشمِ جاناں ہے شبیہ چشمِ آہو ہو بہو
عنبریں ہیں کاکلِ شبرنگ کے مو مو بمو
مست ہو گا ایک عالم مثلِ آہوئے ختن
اے صبا مت کر پریشاں چھُٹے گیسو سو بسو
عشق ہر قد جاناں میں ہے عاشق کا یہ رنگ
کر رہا ہے فاختہ کی مثل کو کو کو بہ کو
قتل کا گر ہے ارادہ دیر کیوں کرتے ہیں آپ
دیکھئے موجود ہے یہ تیغ ابرو روبرو

اشرفی اللہ سمجھے اِن بتوں کے ظلم سے
آنکھ دکھلانے ہی میں کرتے ہیں جادو دوبدو

رشکِ غلمان و حور ہو کہہ دو
کس کے دل کے سرور ہو کہہ دو
یوں بظاہر جدا رہو تو رہو
کب مرے دل سے دور ہو کہہ دو
بے سبب ہم سے کیوں بگڑتے ہو
جو ہمارا قصور ہو کہہ دو
تم سے شکوہ نہیں تو کس سے کریں
تم ہمارے حضور ہو کہہ دو
میرے آنے ہی سے جو نفرت ہو
جاؤ نظروں سے دور ہو کہہ دو
لن ترانی مجھے سُنا نا کیا
گر تمہیں شمع طور ہو کہہ دو

اشرفی کیوں ہوئے ہو تم بیتاب
عشق میں کس کے چور ہو کہہ دو

جہانگیر ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
ملایا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو
شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو
جہاں جس نے مدد چاہی ہیں مشکل ہوئی آساں
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو
مریدوں کی قیامت میں ہائی ناز و فرخ سے
کرینگے اشرف سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو
علم تیری جہانگیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
شہنشاہی کی خاطر شان آیت ہو تو ایسی ہو

تمہارے عشق کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
تڑپ جاتا ہے دل سنکر حکایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

سلسلہ جب سے ہے اُس زلف گرہ گیر کیساتھ
دل کو اِک لاگ سی ہے حلقۂ زنجیر کے ساتھ

خم ابرو کے اشاروں میں چڑھے ہیں تیور
آپ خنجر بھی لگالائے ہیں شمشیر کے ساتھ

میّت عاشق رسوا ہے سر راہ پڑی
دفن کر دیجئے صاحب اُسے توقیر کے ساتھ

مُفت میں جان گنوائی ہے غم ہجراں میں
کام ڈالے نہ خدا اُس بُت بے پیر کے ساتھ

حق سے کرتا ہے دُعا اشرفی خستہ مدام
حشر کے روز اٹھوں حضرت شبیرؑ کے ساتھ

بھرا ہے اُلفت حیدرؑ سے سینہ
نہیں سینہ نجف کا ہے نگینہ

نمایاں یاں بھی شان احمدی ہے
نجف کو بھی سمجھتا ہوں مدینہ

بنا کر اُن کو نقاش ازل نے
نہ کھینچی ایسی تصویر حسینہ

یہ ہے معمور فیض انبیا سے
مرا سینہ ہے تابوت سکینہ

مجازی عشق سب کہتے ہیں جسکو
یہی بام حقیقت کا ہے زینہ

نہ ہوگا غرق وہ بحر الم میں
جو سمجھے آل احمدؐ کو سفینہ

تڑپتا ہے بشوق وصل شاہا
تمہارا اشرفی بندہ کمینہ

رُخ پُر نور سے جب کاکل مشکیں اُٹھائینگے
برہمن توڑ کر زنار کو ایمان لائینگے

تماشا ہوگا وہ جسدن نقاب رُخ اُٹھائینگے
نمود حشر ہوگی ایک عالم کو جلائینگے

لب جان بخش کو گر بھول کر بھی وہ ہلائینگے
مسیحائی کرینگے سینکڑوں مُردے جلائینگے

خمِ ابرو کو محرابِ حرم سمجھے ہیں مدت سے
زیارت کرنے ہم کعبہ کی تہخانے میں جائینگے

شہید کربلائے ناز سے ہوگی ہمیں خجلت
کبھی تیرِ نگہ سے ہم اگر پہلو بچائینگے

کریں کیا جامِ مے کی التجا بادہ فروشوں سے
مرادیں اپنے دل کی ساقی کوثر سے پائینگے

رہے گر زندگی اے اشرفی تھوڑے زمانے میں
دراشرف پر جاکر اپنا مسکن ہم بنائینگے

کوئے جاناں میں ہوئے چاک گریباں کتنے
جان پر کھیل گئے عاشق بیجاں کتنے

طے کئے عشق کی منزل میں بیاباں کتنے
میرے تلووں میں چبھے خارِ مغیلاں کتنے

سیر گلشن کا ذرا قصد نہ کیجے للہ
صید ہوجائینگے واں مرغِ خوش الحاں کتنے

منزل عشق کی ابتک نہیں طے ہوتی راہ
اے جنوں تو نے دکھائے ہیں بیاباں کتنے

کٹ گئی وصل کی شب اور نہ حسرت نکلی
رہے باقی دلِ رنجیدہ میں ارماں کتنے

بُت کافر سے مرے اپنی لڑا کر آنکھیں
گبر جا جا کے بنے صاحب ایماں کتنے

اشرفی کو جو سنادے خبر کوچۂ یار
اے صبا ہم پہ رہینگے ترے احساں کتنے

میں ہوں تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
ایک جلوہ دکھا جانا اے سید جیلانی

بُلوا کے حضوری میں میخانۂ وحدت سے
بھر دے مرا پیمانہ اے سید جیلانی

ہے شمع تجلی کا جلوہ رُخِ روشن پر
عالم ترا پروانہ اے سید جیلانی

اعجاز و کرامت کا شاہا ترے۔ عالم میں
مشہور ہے افسانہ اے سید جیلانی

ہاں چشمِ فلک نے بھی دیکھی نہ کبھی ہوگی
شوکت وہ ہے شاہانہ اے سید جیلانی

جب نزع کی شدت ہو اور جان پہ ہو صدمہ — اسوقت ہیں آجانا اے سید جیلانی

کرتا ہے کھڑا تنہا آسیا اشرفی بیخود
یہ نعرہ مستانہ اے سید جیلانی

بندہ ہوں میں علیؑ کا مولا مرا علیؑ ہے — والی مرا علیؑ ہے آقا مرا علیؑ ہے
ہمنام ہے خدا کا محبوب مصطفےٰ کا — باشان کبریائی نام خدا علیؑ ہے
محبوب حق کا پیارا سلطان سے سدا را — وہ مرتضیٰ علیؑ ہے وہ مرتضیٰ علیؑ ہے
غواص بحر عرفاں وہ خضر راہِ ایماں — حق سے ملانے والا ہادی مرا علیؑ ہے
وہ ہادی شریعت وہ سالک طریقت — وہ واقف حقیقت نور الہدیٰ علیؑ ہے
چاہو جو سر عرفاں پکڑو علیؑ کا داماں — باب علوم نبوی نجم الہدیٰ علیؑ ہے
دید علیؑ عبادت ذکر علیؑ عبادت — کیا شان ہے علیؑ کی کیا مرتضیٰ علیؑ ہے
اقطاب و غوث عالم در کے گدا ہیں جسکے — وہ شاہ کشور دیں صدر العلیٰ علیؑ ہے
مضمون لحمک سے یہ راز سمجھ جانا — خود شان مصطفائی صل علیٰ علیؑ ہے
سیاف و شاہ صفدر وہ حامی پیمبر — ہر جنگ میں دلاور شیر خدا علیؑ ہے
اول میں بھی علیؑ ہے آخر میں بھی علیؑ ہے — ظاہر میں بھی علیؑ ہے سر خفا علیؑ ہے
مقصود ہل اتیٰ کا منسوب انما کا — مطلوب قل کفیٰ کا ہاں مرتضیٰ علیؑ ہے
یعسوب دیں علیؑ ہے عین الیقیں علیؑ ہے — حبل المتیں علیؑ ہے معجز نما علیؑ ہے
جو پھر گیا علیؑ سے وہ پھر گیا نبیؐ سے — نفس رسول اکرم شان خدا علیؑ ہے
ڈوبے جہاز امت کب ہو اسکی ہمت — ہاں ناخدائے امت وہ باخدا علیؑ ہے
اول سے تا باخر سوچے تو دل میں سمجھے — لا ابتدا علیؑ ہے لا انتہا علیؑ ہے

کار اہم سے ہمدم ہرگز نہ کیجیئے غم
مشکل کشائے عالم دستِ خدا علیؑ ہے

اے رنج و فکر دل سے ہو جلد دور میرے
وہ دستگیر عالم کہف الوریٰ علیؑ ہے

محروم اُن کے در سے سائل نہیں پھرا ہے
کیا با عطا علیؑ ہے کیا با سخا علیؑ ہے

مشکل اڑی ہے کیوں آفت کھڑی ہے کیوں
جب دو جہاں میں اپنا مشکل کشا علیؑ ہے

کہدو مخالفوں سے تیغِ جفا نہ کھینچیں
میرا معین و یاور شیرِ خدا علیؑ ہے

کیوں ہوتے ہو یاس و حرماں کیوں ہوتے ہو دل پریشاں
دارین میں ہمارا حاجت روا علیؑ ہے

نرغہ میں ظالموں کے پھنسکر بھی اشرفی تو
گھبرائیو نہ دل میں حامی ترا علیؑ ہے

لاکھوں میں یکتا حسن میں تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
کوئی نہیں تجھ سا خوشنما وہ تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جس سے چار نظر ہو جائے جان ہی پر اُسکے بن آئے
آنکھوں میں تیری کیا جادو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شام و سحر رہتی ہے کاہش دل میں ہے دیدار کی خواہش
اور نہیں کوئی حسرت جو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

لالہ و نسرین نرگس و ریحاں جلوہ نما ہیں باغ کے اندر
سب میں تیرا ہی رنگ و بو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

کاکلِ مشکیں سنبل پیچاں نام کی دھن ہے دینِ واحد
فرق نہیں اسمیں سر مو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

دے مئے وحدت بھر کر ساقی جسمیں ہوش رہے نہ باقی
سامنے تیرے جام و سبو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جیسے چاہیں تجھکو پکاریں ہر ڈھب سے تو سن لیتا ہے
ہی ہی ہا ہا یا ہو ہو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

رویت تیری رویت حق ہے ناحق کی بق بق ہے
سچ ہے بجا ہے سب کچھ تو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

اشرفِ سمناں جلد خبر لو اشرفی مسکین کی آکر
میری یہ ہر دم گفت و گو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

کھب گئی نظر دل میں تیرے کماں تیر ہے
کسکو جا کے دکھلاؤں زخم بے نشاں تیر ہے

ہمتو جاں کریں قرباں ورنہ وہ مخاطب ہیں
سنگِ آستاں انکا عاشقوں کے مشرب ہیں
خشک مغز زاہد نے ہم کو کر دیا رسوا
گاہ زندہ ہوتے ہیں اور گاہ مرتے ہیں
نقد جاں بھی دے ڈالے جامِ مے کے لینے میں

حالِ ظلمِ معشوقاں جورِ ہوشاں یہ ہے
قبلۂ دو عالم ہے کعبۂ جہاں یہ ہے
وہ غریب کیا جانے رمزِ عاشقاں یہ ہے
وصل و ہجر جاناں میں ماجرا عیاں یہ ہے
جب ہو کاملُ الایماں مذہبِ مغاں یہ ہے

سیرِ گلستاں میں ہم یاسمن کو کیا دیکھیں
اشرفی رخِ جاناں غیرتِ جناں ہے یہ

قافلہ جب کوئی طیبہ کو رواں ہوتا ہے
ہائے تقدیر مدینہ سے مجھے کیوں لائی
مدد اے شاہِ عرب قافلہ سالارِ رسل
کسکو ملتا ہے پتا آپ کو پاتا ہے کون
یاد آتا ہے جو وہ روضۂ محبوبِ خدا
آہ کسطرح نہ نکلے دلِ سوزاں سے مرے

دلِ حسرت زدہ سرگرمِ فغاں ہوتا ہے
ہند میں اب مجھے رہنا جو گراں ہوتا ہے
دلِ مضطر مرے پہلو سے رواں ہوتا ہے
وہی پاتا ہے جو بے نام و نشاں ہوتا ہے
دلِ بیتاب کو جوشِ خفقاں ہوتا ہے
آگ ہوتی ہے جہاں بند دھواں ہوتا ہے

اشرفی پیر ہوئے گرچہ بصورت لیکن
دمبدم ولولۂ شوق جواں ہوتا ہے

اپنے آئینۂ دل میں جو صفائی ہوتی
صدمۂ ہجر ہی میں نہیں جینے کا مزا
طِبعِ باغِ جناں ہم کو نہ دے اے واعظ
اے صبا میں اسی صورت سے مدینے جاتا

شکلِ محبوبِ الٰہی نظر آئی ہوتی
اس سے بہتر تھا مجھے موت ہی آئی ہوتی
وصلِ محبوب کی تدبیر بتائی ہوتی
ہند سے خاک اگر میری اڑائی ہوتی

اسقدر اشرفی زار نہ مضطر ہوتا
اپنی صورت اسے لِلّٰہ دکھائی ہوتی

دل میں جھلک تمہارے رخ پر ضیا کی ہے — ذرہ میں آفتاب یہ قدرت خدا کی ہے
جس پر نظر پڑی اُسے بیتاب کر دیا — جادو ہے سحر ہے تیری چتون بلا کی ہے
تم ہم سے کیوں الجھتے ہو زلفیں بکھرنے پر — میری خطا نہیں ہے یہ شوخی صبا کی ہے
جب سے ترا آئینہ نے کیا اپنا کچھ نہ ہوش — جو شکل دیکھی سمجھے یہ صورت خدا کی ہے

اے اشرفی نہ کیوں ہو جہاں تیرا شیفتہ
صورت میں تیری شکل کسی دلربا کی ہے

طائر جاں کے لیے عمدہ نشیمن چاہیے — بہر دفع وحشت دل سیر گلشن چاہیے
کوئی دیکھے گا اگر تجھ کو نظر لگ جائے گی — میرے مژگاں کی ترے رخ پر چلمن چاہیے
زلف پیچاں کے تصور میں بڑھا جوش جنوں — تیرے وحشی کے لیے زنجیر آہن چاہیے
کیسی کیسی مشکلیں آتی ہیں راہ عشق میں — عاشقی کیواسطے دانائے ہر فن چاہیے

جلوہ جانانہ ہے ہر سو عیاں اے اشرفی
نور باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیے

خوبی و حسن ملیح کیف و کم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے — راز دل عاشق کا محرم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
تیرے تیر نگاہ کا زخمی نالہ و آہ کریگا کیونکر — زخم بھی تو ہی تو ہی مرہم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
لاکھ چھپا پر چھپ نہیں سکتا عاشق کی نظروں سے پیارے — خوب تجھے پہچان گئے ہم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
صورت انساں میں چھپ آیا کس کو عالم سے جلوہ دکھایا — ہر شان ہر آن میں ہر دم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
آدم نوح و خلیل و موسیٰ یہ سب تیرے تعین کے ہیں — غور سے جو دیکھیں ہمدم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شکل عرب میں ہو کر ظاہر نام محمدؐ اپنا بنایا
صلی اللہ علیہ وسلم تو ہی تو ہی تو ہے

غوث جیلاں اشرف سمناں آئینہ رخسار ہیں تیرے
اشرفیؔ مسکیں ہیں ہمدم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

تیرے میکدے میں ساقی یہی دل کی آرزو تھی
کہ ملے وہ جام رنگیں مجھے جسکی جستجو تھی

جو گلی میں تیری ہوتا میں ذلیل و خوار رسوا
مجھے عار کچھ نہ آتی مری ایسی آبرو تھی

مرے دل میں تیری صورت نے جمایا ایسا نقشہ
کہ جدھر نظر اُٹھائی تیری شکل روبرو تھی

تیرے دھیان میں ہم ایسے ہوئے بےخبر کہ اصلا
نہ رہا خیال اپنا نہ کہیں خودی کی بو تھی

میں ترے فدا تصور کہ دکھائی اُسکی صورت
مجھے جسکی جستجو تھی مجھے جس کی آرزو تھی

کیا کس نے کل رقیبوں سے بیاں ہمارا شکوہ
پس پردہ سُن رہے تھے جو تمہاری گفتگو تھی

وہ جمال بے مثالی جو ہنہی اشرفی نے دیکھا
ہوا ایسا بیخودی میں کہ رواں صدائے ہُو تھی

ولائے شیخ عین عشق حق ہے
یہی اوّل مریدوں کا سبق ہے

مِلاتا ہے رسُول اللہ سے شیخ
تمامی جسم جن کا نور حق ہے

رہے باقی نہ آگے شیخ و مرسل
یہاں کچھ راز پنہاں حق بحق ہے

لگی ہے آگ سینے میں یہ کیسی
جگر جلتا ہے دِل پہلو میں شق ہے

نہیں کچھ اشرفی کے دل میں سودا
تمہارا ہی اِسے ہر دم قلق ہے

میرے دلمیں سمایا تو ہے
کوئی تجھ سا نہیں خوشرو ہے

آنکھ لڑا کے دِل کو چھینتا
تیری نظروں میں جادو ہے

فِی اَنْفُسِکُمْ سے ہم نے جانا
جو کچھ ہے وہ اللہ ہو ہے

قول منصور اب ہے لب پر
دل پہ نہیں مجھ کو قابو ہے

اَنَا اشرف جب بولا اشرفی
پھر اب کس کی جستجو ہے

مجھے جلد مدینے بلا لے مرے کالی کملیا والے
مجھے قید الم سے چھڑا لے مرے کالی کملیا والے

تری زلف کا دھیان جو آیا نیا سودا سر میں سمایا
لگے سینہ پہ لوٹنے کالے مرے کالی کملیا والے

ذرا ترچھی چتون کو کھلائے عشق سے مست بنا جا
ہو جائیں ہم متوالے مرے کالی کملیا والے

مرے طائر دل کو پھنسایا لٹ ڈھنگ کا دام بنایا
ترے گیسو گھونگر والے مرے کالی کملیا والے

کیوں ہند میں لوٹ کے آئے طیبہ ہی میں رہنے نہ پائے
پڑے جان کے اپنی لالے مرے کالی کملیا والے

رخ بدر مثال پہ اپنے اسی شمع جمال پہ اپنے
پروانہ سا ہم کو بنا لے مرے کالی کملیا والے

ترا اشرفی بے ساماں ہوا پھرتے پھرتے پریشاں
اسے اس گردش سے بچا لے مرے کالی کملیا والے

کھڑا[١] ہوں مشکلکشا کے در پر کہ میری مشکلکشائی کیجے
اسیر ہوں دام نفس بد میں حضور جلدی رہائی کیجے

مسیح مُردوں کو تھے جلاتے مگر دل مردہ کو ہمارے
حضور فرما کے قُم جلا کر ظہور شان خدائی کیجے

ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب میں ہے وہ بات ظاہر
یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روائی کیجے

غبار سے زنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوجھتا ہے
شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجے

ہیں آپ باب علوم احمد عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
اُٹھا کے پردہ دوئی کا دل سے مری خدا تک رسائی کیجے

غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کیسطرح عرض حاجت
ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کبھی نہ ہرزہ درائی کیجے

[١] یہ اشعار بعد زیارت مزار فائز الانوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ شعبان میں کہے گئے۔

پھرے زمانہ میں چار سو ہم نہ پایا مقصودِ دل تو آخر
کہا یہ دل نے درِ علیؓ پر تو چل کے مدحت سرائی کیجے

جنابِ آقا جنابِ مولا جنابِ عالی جنابِ اعلیٰ
نگاہِ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقدہ کشائی کیجے

نصیب سے مشہدِ مقدس خدا نے ان آنکھوں سے دکھایا
جھکائیے سر بابِ جنت میں اب جبہ سائی کیجے

بغیر حبِ علیؓ ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو زہد اور تقویٰ ہمیشہ گو پارسائی کیجے

کہوں میں کیا اشرفیؔ کہ مجھ سا ہوگا کوئی ذلیل و رسوا
درِ علیؓ پہ یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ثنائی کیجے

شاہ[۱] باعز و شاں حسنؓ بصری
آسمان آستاں حسنؓ بصری

مرشد مرشداں حسنؓ بصری
خواجۂ خواجگاں حسنؓ بصری

خاک بصرہ نہ کیوں ہو کحل بصر
جلوہ گر ہے یہاں حسنؓ بصری

ابر کے تیر یہیں ہیں تیرے زیرِ قدم
کیا شرف ہو بیاں حسنؓ بصری

مرشدِ سالکانِ راہِ ہدیٰ
ہادیٔ گمرہاں حسنؓ بصری

فقر جاری ہے انسے عالم میں
رہبرِ عارفاں حسنؓ بصری

اِن میں ظاہر ہے شانِ تقویٰ
ہیں علیؓ کے نشاں حسن بصری

شاہِ خلوت جمالِ ازل
دلبرِ عاشقاں حسنؓ بصری

نائبِ خاص مرتضیٰ ہیں یہی
مقتدائے جہاں حسنؓ بصری

چاردہ[۱۴] خانوادوں میں دیکھا
فیض تیرا عیاں حسنؓ بصری

کشتی پہونچیگی اس کی ساحل پر
جس کے ہوں بادباں حسنؓ بصری

کیوں نہوں سرِّ حق عیاں مجھ پر
دل میں ہیں جب نہاں حسنؓ بصری

ف ۱ بوقت حاضری بصرہ در آستان حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کردہ شد۔

اشرفی کے لئے ہے عالم میں
بحرِ فیض رواں حسن بصری

مدنی برقع وہ چہرے سے اٹھائیں تو سہی
ہم کو آئینہ سا حیران بنائیں تو سہی

نقشِ چہرۂ زیبا میں جمالوں دل میں
خواب ہی میں رُخِ پُرنور دکھائیں تو سہی

میں یہ کہتا ہوں مدینہ سے نہ پھر آؤنگا
کس کی ہے مجھے واں تک وہ بلائیں تو سہی

اُن کے دیدار سے حاصل ہے حیاتِ ابدی
ملک الموت مری جاں گنوائیں تو سہی

زاہدوں کو نہ ہے پھر ہوس خلد بریں
کوئے محبوب خدا دیکھ کے آئیں تو سہی

دیکھئے دستِ طلب تنگ دکھاتا ہے کیا
آپ مجھ سے رُخِ پُرنور چھپائیں تو سہی

اشرفی جن کو ملی لذتِ دیدارِ حبیب
خنجرِ عشق سے وہ جان بچائیں تو سہی

یاالٰہی درِ احمد پہ اجل آئے مری
آرزو ہے دلِ حسرت زدہ بر آئے مری

آپ کے عشق میں یہ جان جو کام آئے مری
آن کی آن میں بگڑی ہوئی بن جائے مری

اے شہِ ہر دو سرا فخر ہو مرنے پہ مجھے
آپ کے کوچہ میں گر جان نکل جائے مری

جیتے جی شاق ہے طیبہ سے نکلنا مجھ کو
اب جو آؤں تو مرے ساتھ ہی موت آئے مری

پیچھے پھر پھر کے مدینے کی طرف دیکھتا ہوں
دیکھئے کب مجھے تقدیر یہاں لائے مری

یہ تمنا ہے کہ حاصل ہو حضوری مجھ کو
ان کے دربار میں عرضی کوئی پہنچائے مری

اشرفی کیوں نہ ہو وہ میری طرح سے بیتاب
دردِ دل کی جو کہانی کوئی سن جائے مری

٥١ یہ غزل قریب زمانہ رخصت بماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مدینہ منورہ میں لکھی گئی ۔

شہ عقدہ کشا ہو شاہ محی الدین جیلانی
مرے حاجت روا ہو شاہ محی الدین جیلانی

تمہاری ذات والا سے ہوئی شانِ خدا ظاہر
سراپا حق نما ہو شاہ محی الدین جیلانی

نبیؐ کی شکل ظاہر میں علیؑ کی شکل باطن میں
کہوں میں تم کو کیا ہو شاہ محی الدین جیلانی

ہزاروں کی ہوئی حاجت روائی فیضِ اقدس سے
عجب معجز نما ہو شاہ محی الدین جیلانی

چھپانا اشرفیؔ کو سایۂ دامانِ رحمت میں
قیامت جب بپا ہو شاہ محی الدین جیلانی

بندہ ہوں ترے در کا اے سیّد جیلانی
کہلاتا ہوں میں تیرا اے سیّد جیلانی

ہے سلسلۂ الفت اس زلفِ مسلسل سے
سر میں ہے ترا سودا اے سیّد جیلانی

تیرے رخِ زیبا پر میرا دل دیوانہ
سو جان سے ہے شیدا اے سیّد جیلانی

اس عز و کرامت کا اس شانِ جلالت کا
عالم میں نہیں تجھ سا اے سیّد جیلانی

مشتاقِ زیارت ہے یہ اشرفیؔ بیدل
بغداد اسے بلوا اے سیّد جیلانی

کدھر میں ڈھونڈنے جاؤں مرے سلطان سمنانی
میں تم کو کس طرح پاؤں مرے سلطانِ سمنانی

تمہاری صورت زیبا سمائی ہے نگاہوں میں
فدا سو جاں سے ہو جاؤں مرے سلطان سمنانی

تمنا ہے یہی دل کی جو تم کو اک نظر دیکھوں
دل و جاں نذر کو لاؤں مرے سلطان سمنانی

سگ دربار عالی ہو کے پھر کیا آرزو رکھوں
کدھر میں دربدر جاؤں مرے سلطان سمنانی

جنونِ عشق سے بیتاب رہتا ہے دلِ مضطر
کہاں میں اس کو بہلاؤں مرے سلطانِ سمنانی

درِ اقدس پہ آکر اشرفیؔ یہ عرض کرتا ہے
یہیں مدفن کی جا پاؤں مرے سلطانِ سمنانی

ستاتی ہے تری دوری مرے محبوب یزدانی
دکھادے جلوۂ نوری مرے محبوب یزدانی

یہی بس عرض حاجت ہے رہوں ہر دم حضوری میں
سُنادے حکمِ منظوری مرے محبوب یزدانی

گیا قابو سے دل اپنا تمہارے دردِ فرقت میں
ہوئی ہے سخت مجبوری مرے محبوب یزدانی

خدا وہ دن بھی دکھلائے حجابِ ہجر اُٹھ جائے
یہ حسرت دل کی ہو پوری مرے محبوب یزدانی

لگالو اشرفیؔ کو سینۂ پُر نور سے اپنے
بھُلا دو رنج مہجوری مرے محبوب یزدانی

حضورِ دل سے اب کرتا ہوں میں جسکی ثناخوانی
ولیِ حق ہو وہ سلطان اشرف شاہ سمنانی

درِ دولت پہ آجائے مرادیں دل کی پا جائے
جسے دورِ فلک نے کچھ دکھائی ہو پریشانی

جہانگیر ولی کی شانِ عالی کوئی کیا جانے
خطاب اللہ نے بخشا اُسے محبوب یزدانی

بُتِ سنگیں پہ جاکر جب ہوئے تھے گلخنی عاشق[2]
نگاہِ پاک سے اُس میں سمائی روحِ انسانی

کیا زندہ زنِ لاچین کے فرزندِ مردہ کو[1]
ہوئے مشہور عالم میں بنامِ عیسیٰؑ ثانی

دل آلودۂ عصیاں جو مائل اُسکی جانب ہو
فنا ہو اُس کی ظلمت جلوہ گر ہو نورِ ایمانی

بیاضِ مصحفِ رخ کو جو انکے اک نظر دیکھوں
تو مجھ پر صاف کھل جائیں تمام اسرارِ قرآنی

[1] جامع مسجد شہر دمشق میں حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کے سامنے ایک عورت ترک لاچین سے اپنے فرزند نوجوان مُردہ کی لاش لائی۔ اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ دُعا کیجئے کہ زندہ ہو جائے۔ آپنے فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ عورت نے رو کر عرض کیا کہ اولیاء امت محمدی کیا حضرت عیسیٰؑ سے کم ہیں اُسکی گریہ وزاری پر حضرت مخدوم کی حالت متغیر ہوئی اور پُر جوش ہو کر فرمایا کہ اُٹھ اللہ کے حکم سے تیری ماں مر جاتی ہے بفضلہ تعالیٰ وہ زندہ ہو گیا۔ اُسکی ماں سے ارشاد فرمایا کہ اس کی حیات ختم ہو چکی۔ میری عمر زیادہ ہے۔ میں اس میں سے بارہ برس عطا کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ سے بارہ برس تک زندہ رہے گا ✤ مولانا گلخنی

[2] خلیفہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر۔ احمد آباد کے بت خانہ میں ایک بت سنگین پر عاشق ہو گئے۔ تین شبانہ روز بے آب و دانہ رہے۔ آخر حضرت مخدوم صاحب کی دُعا سے وہ بت سنگین زندہ ہو گئی۔ اور مولانا کا نکاح اُسکے ساتھ کر دیا گیا ✤ (از لطائف اشرفی)

غلامِ درگہ عالی ہوں کیا کیا ناز کرتا ہوں
کہ میرا بخت یاور ہے میری تقدیر لاثانی

قیاس و عقل سے کیا کوئی سمجھے انکے رتبے کو
کہ دانایانِ عالم نے کیا اقرار نادانی

مطلع

جمالِ دل کے آئینے میں انکی شکل نورانی
ہیں اس آئینہ داری سے بنا اسکندر ثانی

کبھی گر مجھ کو دیکھا گوشۂ چشم عنایت سے
تو ہو جائیگی ساری مشکلوں کی دم میں آسانی

ملا کرتے ہیں جب یوں خوانِ نعمت رات دن لاکھوں
کسی کے در پہ کیوں جائے سگِ دربارِ سلطانی

وہ نور العین زیبِ مسند سجادۂ اشرف
جو تھے فرزند پیر دستگیر غوث صمدانی

شرف کیا ذاتِ عالی کو ملا ہے دونوں نسبت سے
ادھر محبوب یزدانی ادھر محبوب سبحانی

اگر یہ مرتضیٰ ثانی تو وہ ہیں مصطفیٰ ثانی
جو یہ سلطان سمنانی تو ہیں وہ شاہ جیلانی

ثنا خوانی اشرف **اشرفی** کچھ سہل سمجھا ہے
کہاں سے تو نے پایا اس قدر زور سخندانی

دیگر

ہند سے چاہنے والے ترے بغداد آئے
جذبۂ شوق میں با نالہ و فریاد آئے

زاہد دیکھے اگر روضۂ شاہ جیلاںؓ
بھول کر بھی تجھے جنت نہ کبھی یاد آئے

آستانے سے اٹھائیگا نہ سر عاشق زار
قتل کرنے کو اگر سامنے جلاد آئے

صدقے اس بندہ نوازی پہ مرے آقا
بندہ بنجائے یہاں گر کوئی آزاد آئے

شرف روضۂ شاہنشہ جیلاں دیکھو
شاد ہو جائے یہاں گر کوئی ناشاد آئے

شانِ محبوبیِ غوث دو جہاں گر دیکھے
جان شیریں کے فدا کرنے کو فرہاد آئے

اشرفی ہم بھی تجھے صاحب قسمت سمجھیں
تیری مشکل میں اگر غوث کی امداد آئے

بنا ہے اپنا بہشت میں گھر قسیم باغ جناں علی ہے
ہمیں پلائیگا جام کوثر کہ ساقی تشنگاں علی ہے

نہ کیوں ہوں مداح جان و دل ہو کہ حامی بیکساں علی ہے
علی ہی مشکلکشائے عالم معین ہر دو جہاں علی ہے

علی ہے افضل علی ہی اکمل علی ہی اجمل علی ہے مولا
علی ہے والی علی ہی والا امام قدوسیاں علی ہے

علی ہے منصور اور مظفر جہاد میں ناصر پیمبر
کفیل سلماں معین بوذر توان ہر ناتواں علی ہے

علی عزیز اور علی ہی عزت علی رفیع اور علی ہی رفعت
علی قدیر اور علی ہی قدرت مآل کون و مکاں علی ہے

علی امام اور علی ہے سرور علی معین اور علی ہی ماویٰ
علی ہے ہادی علی ہی رہبر قسیم نار و جناں علی ہے

علی ہے اول علی ہے آخر علی ہی باطن علی ہی ظاہر
علی مطہر علی ہے طاہر نشان ذات بے نشاں علی ہے

علی نصیر اور علی ہی ناصر زبان مدح علی میں قاصر
علی ہے حاضر علی ہے ناظر عجیب با عز و شاں علی ہے

علی علیم اور علی ہے عالم علی حکیم اور علی ہے حاکم
علی سلیم اور علی ہی سالم مدار کون و مکاں علی ہے

علی لطیف اور علی ہی سرور علی ہی سردار اور علی ہے
علی ہی مقبول خاص داور امام ہر انس و جاں علی ہے

علی نعیم اور علی ہے منعم علی قسیم اور علی ہی قاسم
علی ہی مومن علی ہے مسلم امان ایمانیاں علی ہے

علی سے ہوتی ہیں مشکلیں حل علی سے جاتی ہے سر بلا ٹل
علی ہے امجد علی ہی افضل ظہیر سر خستہ جاں علی ہے

علی معظم علی مکرم علی رسول خدا کا ہمدم
علی ہی شان خدا مجسم نبی کا آرام جاں علی ہے

علی صفی اور علی ہی صافی علی عفی او علی ہی وافی
علی ہی دونوں جہاں میں کافی علی ولی بیکساں علی ہے

علی ہی صوفی علی ولی ہے علی کے حق میں سنبھلی ہے
علی و احمد میں یکدلی ہی امین سر نہاں علی ہے

علی ہی اظہار جزو کل ہے علی مرا ہادی سبل ہے
علی گلستان دین کا گل ہی بہار باغ جناں علی ہے

علی ولی عہد مصطفےٰ ہے وصی شاہنشہ ہدیٰ ہے
نبی نے من کنت خود کہا ہی رسول کا ہم زباں علی ہے

علی سے تازہ ریاض جاں ہے علی سے مخلوق کو اماں ہے
علی سے ایجاد کن فکاں ہے مقاصد دو جہاں علی ہے

علی ہی ہمنام کبریا کا علی ہے محبوب مصطفےٰ کا
علی ہے مقصود انما کا خدا کا راز نہاں علی ہے

علیؑ ہے ہمنام کبریا کا علیؑ ہی محبوب مصطفےؐ کا
علیؑ ہے مقصود انما کا خدا کا راز نہاں علیؑ ہے

علیؑ سے قایم ہے باغ ہستی علیؑ سے بھرنے ہیں تو گی پستی
علیؑ سے عشاق کو ہے مستی یہ جوش وجذ بفغاں علیؑ ہے

پڑے اگر لاکھ ہمپہ مشکل تو حل ہو نام علیؑ سے ایدل
نہ ہونا حُبِّ علیؑ سے غافل کہ سب دلوں میں نہاں علیؑ ہے

علیؑ ہے مشکلکشا ہمارا علیؑ ہی کا ہے ہمیں سہارا
علیؑ ہے سُلطانِ مسند آرا شہ زمین و زماں علیؑ ہے

کریں سفر بحر و بر میں ہم پھر پہاڑ و نہ میں مُنہ زبوں ہم
نہ خوف جاں ہے نہ جسم کا غم محافظِ جسم و جاں علیؑ ہے

علیؑ سے ہے اعتقاد ہم کو علیؑ سے ہوگا مفاد ہمکو
ملیگا جامِ مراد ہم کو کہ خضرِ لب تشنگاں علیؑ ہے

علیؑ ہی ہے بازوئے نبوت علیؑ ہی ہے مصدرِ فتوت
علیؑ ہی ہے مومنوں کی قوت توان و روح رواں علیؑ ہے

پڑی ہے گو اشرفیؔ پہ مشکل مگر نہیں منتشر ذرا دل
اُسے ہے اسکا یقین کامل کہ ہر بلا سے اماں علیؑ ہے

مُناجات

اے مرے شاہنشہِ مُلکِ دنی
خانۂ ہستی کی ہے تم سے بنا

گر نہ کچھ احوالِ دل میرا سُنا
کون پھر دیگا مری بگڑی بنا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اسْمَعْ قَالَنَا

خواہشِ دیدار میں بیتاب ہوں
خستہ جاں ہوں بے خور و بیخواب ہوں

اپنے کردار سے میں آب آب ہوں
مضطرب ہوں صورتِ سیماب ہوں

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اسْمَعْ قَالَنَا

پھر مدینے میں مجھے بلوائیے
جلوۂ نورِ خدا دکھلائیے
ہند سے سوئے عرب پہنچائیے
باغِ جنّت کی ہوا کھلوائیے

یَا رَسُولَ اللّٰہ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

دِل میں اپنے وصل کا ارمان ہے
آپ کا مداح خود رحمٰن ہے
آپ پر جی جان سب قربان ہے
آپ کی تعریف میں قرآن ہے

یا رسولَ اللّٰہ انظر حالنا
یا حبیبَ اللّٰہ اسمع قالنا

ہوں گناہوں سے میں اپنے منفعل
سوچ کر انجام گھبراتا ہے دِل
سینہ میں ہے آتشِ غم مشتعل
سامنے کس طرح آئے یہ خجل

یا رسول اللّٰہ انظر حالنا
یا حبیب اللّٰہ اسمع قالنا

دشمنانِ دیں ہیں غالب آجکل
رات دن ہے شیوۂ کذب و دغل
ڈالتے ہیں نیک کاموں میں خلل
آپ چاہیں تو بلا جائے یہ ٹل

یا رسول اللّٰہ انظر حالنا
یا حبیب اللّٰہ اسمع قالنا

فوجِ اعدا ہر طرف سے ہے رواں
ظالموں کے ہاتھ سے دیجے اماں
ایک عالم ہے مرا ایذا رساں
اے مددگارِ غریب و بیکساں

یا رسول اللّٰہ انظر حالنا
یا حبیب اللّٰہ اسمع قالنا

ہو مری جب تک بقائے زندگی ۔۔۔ راتدن ہو مجھ سے حق کی بندگی
دُور ہو سارے گنہ کی گندگی ۔۔۔ تا حضوری میں نہ ہو شرمندگی

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

نزع میں کلمہ پڑھوں باشد و مد ۔۔۔ سر پہ جو آئے بلا ہو جائے رد
ہاں ترحم کی نظر ہو تا ابد ۔۔۔ المدد اے سرورِ دیں المدد

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

خاتمہ دُنیا سے با ایمان ہو ۔۔۔ قبر کی مشکل مری آسان ہو
حشر میں اُٹھنا مرا جس آن ہو ۔۔۔ ہاتھ میرا آپ کا دامان ہو

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

حشر کے دن کام آنا یا رسولؐ ۔۔۔ حق سے ہم کو بخشوانا یا رسولؐ
روضۂ رضواں دکھانا یا رسول ۔۔۔ ساغرِ کوثر پلانا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

کِس طرح سے ہو گذارا یا رسولؐ ۔۔۔ کون ہے تم بن ہمارا یا رسولؐ
ہے شفاعت کا سہارا یا رسولؐ ۔۔۔ لو خبر جلدی خدارا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

التجائے اشرفی کیجے قبول
اے مرے اچھے نبی اچھے رسول
بہر حسنینؓ و علیؓ بہر بتولؓ
مدعائے دل ہمارے ہوں حصول

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

سلام

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں محبوب عالم
مظہر رحمت مجسّم
آپ پر قرباں رہیں ہم
ورد رکھتے ہیں یہ ہردم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آتش فرقت میں جلنا
اور کف افسوس ملنا
ہند سے کب ہو نکلنا
جانب طیبہ ہو چلنا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

بخت گر بیدار ہوتا
خواب میں دیدار ہوتا
صدقے میں سَو بار ہوتا
میرے اوپر پیار ہوتا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

اے مرے سلطانِ باذِل — دیکھیے بیتابیٔ دل
ہجر میں جینا ہے مشکل — ہو رہا ہوں شکلِ بسمل

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مر رہا ہوں میں جلا دو — شکلِ نورانی دکھا دو
عنبریں زلفیں سنگھا دو — اپنا سودائی بنا دو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

درد سینے میں نہاں ہے — اب نہیں تابِ تواں ہے
مضطرب یہ خستہ جاں ہے — حالِ دل تم پر عیاں ہے

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

کاش میں طیبہ میں جاتا — ہند میں پھر کر نہ آتا
مُدعائے دِل جو پاتا — یہ صدا دل کش سُناتا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

رات دن ہے آہ و زاری — دیکھئے حالت ہماری
اپنے جینے سے ہیں عاری — تا کجے یہ بے قراری

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

اشک آنکھوں سے بہاؤں
آستانہ پر جو آؤں
رازِ دل کس کو سناؤں
اپنا زخمِ دل دکھاؤں

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

خوابِ غفلت میں نہ سوتا
ہائے گر طیبہ میں ہوتا
اپنی قسمت پر نہ روتا
عمر کیوں بیکار کھوتا

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

اے شہنشاہِ دو عالم
معدنِ رحمت ترحم
سیدِ اولادِ آدم
آپ کے کہلاتے ہیں ہم

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

آپ کی اُمت میں ہو کر
ناز ہو ہم کو نہ کیونکر
کیوں رہے دل اپنا مضطر
آج پر جب ہو مقدّر

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

دستگیرِ بے نوا ہو
شافعِ روزِ جزا ہو
حامیِ بیدست و پا ہو
مظہرِ شانِ خدا ہو

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

مرہم دل خستگاں ہو
چارۂ بیچارگاں ہو
داروئے دردِ نہاں ہو
ہر مصیبت سے اماں ہو

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

صورتِ وحشی و بہائم
ہوں نہ میں غفلت میں نائم
زندگی جبتک ہے قائم
یادِ حق میں گزرے دائم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

ہو مرا مسکن مدینہ
واں کا بہتر ہے قرینہ
یاں عبث ہے اپنا جینا
یَا غِیَاثَ الْعَالَمِیْنَ

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

حشر کے دن کام آنا
نارِ دوزخ سے بچانا
روضۂ رضواں دکھانا
ساغرِ کوثر پلانا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

اشرفی مسکیں تمہارا
کرکے دُنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا
لو خبر جلدی خدارا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلواۃ اللہ علیک

قصیدہ در مدح محبوب یزدانیؒ

پھرے جہاں میں نہ حاصل ہوئی کوئی تدبیر	مطلع	ملا نہ ایسا عمل جس کی دیکھتے تاثیر
حصول مقصدِ دل کا کہیں پتہ نہ لگا		کہاں کہاں مجھے دوڑا کے لے گئی تقدیر
ہوا خیال یہ دل میں کہ ایسی جا پہنچوں		جہاں سے پاتے ہوں مقصود ہر صغیر و کبیر
پکار اُٹھا دلِ مضطر کہ اُنکے در پر چل		لقب ہے جنکا جہانگیر شاہ اشرف پیر
وہ بادشاہ تھے سمناں کے چھوڑ کر شاہی		ہوئے ہیں عشقِ خدا میں فقیر با توقیر
زمانہ میں وہی حاجت روائے عالم ہیں		وہی غریبوں کے ہو جاتے ہیں معین و نصیر
اُنہیں کے جود و سخا نے کیا غنی سب کو		وہ ہیں امیرِ کبیر اور امیر ابنِ امیر
اُنہیں کی نظروں میں تاثیر کیمیا دیکھی		اُنہیں کی خاکِ قدم کو سمجھتے ہیں اکسیر
جہاں میں جن و بشر وحش و طیر ہیں جتنے		مطیع اُنکے ہیں ایسے ہیں صاحبِ تسخیر
خدا نے اُن کو دیا ہے خطابِ محبوبی		جہاں میں نام ہے روشن بہ شکلِ بدرِ منیر
اثر کیا مری ترغیبِ دل نے جب مجھ پر		رواں دواں درِ اقدس پہ آگیا یہ فقیر
ہوا خیال کہ اظہارِ مدعا میں ذرا		نہ دیر چاہئے زیبا نہیں ہے اب تاخیر
تو عرض کرنے لگا اے جنابِ عرش سریر	مطلع ثانی	تمہاری خاکِ قدم سے بنا ہے میرا خمیر
تمہارے سامنے کیا مجھ کو حاجتِ اظہار		کہ تم پہ کھول دیا ہے خدا نے حالِ ضمیر
ہمارا حال پریشاں ہے تم پہ ہے روشن		زباں کو اب نہیں یارا کہ کچھ کرے تقریر
ہجوم و نرغۂ اعداء ہے کسطرف جاؤں		ترے سوا نظر آتا نہیں معین و ظہیر
کوئی بدی مری کرتا ہے اور کوئی ہجو		طرح طرح سے کیا کرتے ہیں مری تحقیر

عجیب مخمصے میں ہوں کچھ نہیں مری چلتی
نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی اپنا مشیر

تمہارا یہ وقت مدد ہے طفیل نور العین
عدو کو کیجئے دام بلا میں جلد اسیر

ہوئی جہاں میں مری کیفیت الم نشرح
میں کس زباں سے کروں عرض حال بالتفسیر

یہ آرزو تھی غلامی میں عمر ہووے بسر
جوار درگہ عالی میں گھر کیا تعمیر

غرض یہ تھی کہ بسر ہو مری زندگی جبتک
نہ جائے پھر کہیں یہ بندہ ذلیل و حقیر

گلیم کہنہ پہنکر ترے ہی در پہ رہوں
اسی کو سمجھوں میں دیبا اسی کو جانوں حریر

مگر عداوت اعدا سے سخت عاجز ہوں
ہمیشہ درپئے تخریب ہیں گروہ شریر

وہ میرے درپئے ایذا ہیں اور میں حسرت سے
کھڑا ہوں بے حس و حرکت بصورت تصویر

ذلیل و خوار کرو چاہو مجھ کو عزت دو
یہی کہونگا کہ میں ہوں غلام اشرف پیر

کرو قبول مری عرض مدعا شاہا
طفیل در یتیم و طفیل شیخ کبیر

ہزار رنج و صعوبت ہوں انکو جھیلے گا
مگر نہ جائیگا درگاہ سے تری یہ فقیر

یہ اشرفی کی تمنا ہے خاک در ہو جائے
اگرچہ ہے وہ سراپا گناہ و پر تقصیر

درد اور یغما حسرتا فرقت کا ہے دل پر الم
ایسا کوئی ملتا نہیں لیجائے جو پیغام غم

احسان کر مجھ پر تو ہی شاہ مدینہ کی قسم

ان قلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

اس حسن زیبا پر مرا مدت سے ہے دل مبتلا
سو جاں سے ہوں اسپر فدا عاشق ہے جسپر خود خدا

وہ مہ لقائے خوش ادا وہ دلربائے جانفزا

من وجهه شمس الضحى من خده بدر الدجى
من ذاته نور الهدى من كفه بحر الهمم

پیغمبروں میں کون ہے ایسا کوئی ذی مرتبت ممکن نہیں انسان سے جسکی ثنا و منقبت

کافی ہے ہم سب کے لئے بہرِ نجاتِ آخرت

قرآنُہٗ برہانُنا نسخاً لادیانٍ مضت اذجاءنا احکامُہٗ کُلّ الصحف صار العدم

دردِ جدائی نے مجھے اس طرح بیخود کردیا نے تابِ ضبط و صبر ہے نے قوتِ آہ و بکا

اب کیا کروں کچھ بس نہیں قابو سے دل جاتا رہا

اکبادنا مجروحۃٌ من سیف ھجر المصطفیٰ طوبیٰ لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

اے ہادیِ دنیا و دیں اے اقدس شرعلن ہمپر وہ غفلت چھاگئی چھوڑے بزرگوں کے چلن

حسرت یہ دل میں رہ گئی آیا نہ کوئی کام من

یا لیتنی کنتُ کمن یتبع نبیاً عالماً یوماً ولیلۃً دائماً ولم یرق کذالی یا الکرم

سب کام بنجاتے مرے رہتی نہ پھر حسرت کی جا رنج و الم دنیا کے سب یکبار ہو جاتے ہوا

مداحیِ احمد میں سب ہوتے ہیں حاصل مدعا

لی حسرۃ اسمع کذا لم اصف للمصطفیٰ فی کل حین قد مضی فی الحال ما یحصل ھم

ہیں شکلِ دشتِ کربلا مجھ پر بھی جورِ فلک ستم آنکھوں سے اب اشک رواں بہتے ہیں مثلِ آبِ خم

ہو دستگیر بیکساں اور شافعِ محشر ہو تم

لست براج مفرداً بل قربائی کلھم فی القبر اشفع یا شفیع یا الصاد والنون والقلم

اے جہر تابانِ عرب شاہنشہ ملکِ وفی غفلت میں عمر اپنی کٹی اور کچھ کام اچھا بنا

اس عاجز و ناچار کا کچھ مدعا بھی ہے سنا

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علیٰ عصیاننا مجبورۃ اعمالنا طمع و ذنب و الظلم

سب اوّلین و آخریں ہیں آپ ہی کے خوشہ چیں
ہو جاؤں میں گوشہ نشیں گر آپ ہوں میرے معیں

اے مہبطِ روح الامیں ممدوحِ قرآنِ مبیں

یا رحمۃ اللعالمیں انت شفیع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

تیری عطا کے سامنے میری خطا ہی چیز کیا
یہ بندۂ عاصی ترا کرتا ہے ہر دم التجا

اے مالکِ روز جزا بہرِ محمد مصطفیٰ ۲

اغفر الٰہی ما مضیٰ و احسن الٰہی ما بقی
بارک لنا یا سیدی فی الابتدا والمختتم

مظلوم ہوں زار و حزیں غالب ہیں مجھ پر اہلِ کیں
یہ اشرفی کمتریں تاب جفا رکھتا نہیں

اے قبلہ گاہِ اہلِ دیں وے بادشاہِ مرسلیں

یا رحمۃ اللعالمیں ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی موکب والمزدحم

مُسدّس

اے غوث پاک عرش جناب فلک سریر
خاصانِ حق میں ذات تمہاری ہے بے نظیر

ہوتے ہیں فیضیاب ہر اک مفلس و امیر
یوں التجا جناب میں کرتا ہے یہ حقیر

امداد کیجئے میری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

اچھا ہوں یا برا ہوں مگر میں تمہارا ہوں
مسکین و بینوا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

سر تا پا خطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں
جوئندۂ عطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

امداد کیجئے میری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

رو رو پکارتا ہوں یا غوث الغیاث
آفت میں مبتلا ہوں یا غوث الغیاث
ناچار و بینوا ہوں یا غوث الغیاث
فریاد کر رہا ہوں یا غوث الغیاث

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

بنتِ رسولؐ پاک کے نورِ نظر ہیں آپ
ابنِ حسنؑ حسینؑ کے لختِ جگر ہیں آپ
خیبر شکن علیؑ ولی کے پسر ہیں آپ
مشہور دو جہاں میں شہ بحر و بر ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

کوئی نہیں معین میرا آپ کے سوا
نرغہ میں ظالموں کے ہوا ہوں میں مبتلا
ہے کون غمگسار کروں کس سے التجا
بس آپ کے کرم سے ہوں سب آفتیں ہوا

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

ہے آرزو کہ نام تمہارا لیا کروں
مشغول یادِ حق میں سدا میں رہا کروں
حضرت کا جو طریق ہے اس پر چلا کروں
جنگل میں ظالموں کے پھنسا ہوں میں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

وہ دن خدا دکھائے کہ سرکار کا غلام
دشمن کا ہو نہ خوف نہ کچھ دوستوں سے کام
گوشہ نشین ہو کے کرے یادِ حق مدام
ہو جائے لطفِ خاص سے یہ فائز المرام

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

غوثِ دو کون مظہرِ شانِ خدا ہیں آپ
فرزندِ خاص حیدرِ مشکل کشا ہیں آپ
نورِ نگاہِ حضرت خیر الوریٰ ہیں آپ
مخصوص میرے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

گھبرا رہا ہے دل میں کدھر جاؤں کیا کروں
کیونکر نجات فکر سے میں پاؤں کیا کروں
کسطرح اپنے قلب کو سمجھاؤں کیا کروں
کبتک میں صبح و شام یہ غم کھاؤں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

چاہیں جو اپنے لطف و کرم سے مرے حضور
اعدا کی کیا مجال اٹھائیں سر غرور
بیچین دل سے دم میں ہوں یہ رنج و فکر دور
کافور کی طرح سے اڑیں بانیٔ فتور

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

خلوت نشیں بنائے آباد کیجئے
دشمن کو خانماں سے برباد کیجئے
دنیا کے رنج و فکر سے آزاد کیجئے
ناشاد اشرفی ہے اسے شاد کیجئے

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

عشق بتاں کے دام میں طائر دل پھنسائے کون
خوار و ذلیل و مبتلا آپ کو یوں بنائے کون
رند شراب خوار ہو کفر بھی کرے اختیار
یہ تو ہے انکا خاص گھر عشق ہو ان کا جا گزیں
جو گئے واں ہی رہ گئے لوٹ کے کچھ نہ کہہ سکے
بیٹھ گئے گھر کو کھول یار کے در پہ جم گئے

صبر و قرار و عقل و ہوش شرم و حیا گنوائے کون
کوچۂ مہر خاں میں جا جور و جفا اٹھائے کون
مذہب و دیں گنوا کے انکی گلی میں جائے کون
انکے سوا بتاؤ تو دل میں مرے سمائے کون
کوچۂ یار کی خبر آکے یہاں سنائے کون
لاکھ کہے سنے کوئی دیکھیں ہمیں ہٹائے کون

بندۂ خاص انہیں کا ہی کہتے ہیں جسکو اشرفی
وہ نہ خدا بنیں گے گر بندہ مجھے بنائے کون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ ہندی

یہ خیال ہندی مکہ معظمہ میں ۱۲۹۴ھ سفرِ اوّل میں کہا گیا تھا

خیال

درس بِنا من کیسے مانے داتا کے گھر جائے

من کیسے مانے

نِرگُن جان پیا ہیں چتوت جیا مورا جات لجائے

من کیسے مانے

گنونتی درسن مدھ ماتی دھن بوری پچھتائے

من کیسے مانے

سائیں موہنہ تراس جن پھیر اپنے دوار بُلائے

من کیسے مانے

راہ تمہار اشرفی جوہت تم پر دھیان لگائے

(یہ دوسرا خیال بھی اُسی سال مکہ معظمہ میں کہا گیا تھا)

خیال

من دھیرج راکھو پیا دے ہیں درس دکھائے

من دھیرج راکھو

صورت لگاؤ پریم ڈگریاں بیٹھو سیس نوائے

من دھیرج راکھو

آپہی سائیں درس دکھاویں دیکھو من چت لائے

من دھیرج راکھو

بوند سمندر سماں جب جای آپئی گیو ہرائے

من دھیرج راکھو

جب سے پریم مدھ پیو اشرفی کیس گیو بورائے

من دھیرج راکھو

یہ خیال سرکار اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

خیال

خواجہ پیر ہندالولی پُرؤ آس ہمار

خواجہ پیر

تم دو جگ کے نباہن ہارے ہم تو تمرے سہار

خواجہ پیر

پریتم بھنورا تاہ ہم دیکھا ڈرپت جیا سکوار

خواجہ پیر

آن پھنسا منجھدار میں بیڑا کہ بدھ اُترون پار

خواجہ پیر

ڈوبت نیا پار لگاؤ تم مورے کھیون ہار

خواجہ پیر

ارج کرت کر جوڑ اشرفی راکھو لاج ہمار

خواجہ پیر

یہ خیال بجناب کچھوچھہ شریف ۱۲۹۰ھ میں بعد معاودت آستانہ پنڈوا شریف عرض کیا گیا تھا

خیال

اشرف پیر جہانگیر سمنانی پُرؤ آسا مور

اشرف پیر

تمرے نام پر میں بلہاری جیسے چند چکور

اشرف پیر

آپن درس دکھا وداتا سانجھ سکارے بھور

اشرف پیر

ٹھاڑھ اشرفی تمرے دوارے منتی کرت کر جوڑ

اشرف پیر

ہنگام مقدمہ سجادہ نشینی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے دربار میں عرض کیا گیا اور آثار قبولیت ظاہر ہوئے

خیال

مورے سنکٹھ کاٹو داتا شاہ اشرف چشتی پیر ولی

مورے سنکٹھ

تمرے دوارے جو سرنا وے دھن وُے کُنور کے بھاگ بلی

موُرے سنکٹھ

جو دُکھ ماں تُمکاں گھُراوے تاکر پل ماں مراد ملی

موُرے سنکٹھ

گاڑھ پڑے اُرداس کرت ہے ٹھاڑھا اشرفی تمھاری گلی

موُرے سنکٹھ

یہ خیال ماہ ربیع الاوّل ۱۳۲۰ھ ہجری میں بعد زیارت حرمین شریفین و حصول حج اکبر جب سفر شام و بیت المقدّس و حلب و مصر وغیرہ کا ارادہ کیا تھا بضرورت سامان سفر بحضور ربّ العزّت مقام مدینہ منوّرہ میں عرض کیا۔ تیسرے دن حقتعالےٰ نے اپنی قدرت سے پورا سامان سفر کر دیا

خیال

داتا نرنکال کرتا رو جگت گوشائیں سرجن ہارے

داتا نرنکال

منگتا جو تم سے کچھ مانگے پاوے ترنت پلک بن مارے

داتا نرنکال ص

مانگت ہوں میں تم سے بھچھیا دیدے اے جگ پالن ہارے

داتا نرنکال

جِتنا کچھ ہو رہے نا من میں سمروں تم کا سانجھ سکارے

داتا نرنکال

ص تمرے گوپیاں جیتے داتا ٹھاڑے ہیں جاچک دوارے

دھیان گیان میں رہے اشرفی سکل جہاں سے ہوئیکے نیارے

داتا نرنکال

گاگر

اشرفؒ پیارے نظامؒ پیا کے بھردے موری گگریا

اشرف پیارے

بھوساگر میں پگ نہ پرت ہے سانکر ایس ڈگریا

اشرف پیارے

گردین مونہہ پریم پیالہ خواجہ دین پگریا

اشرف پیارے

ارج کرت کر جور اشرفی سیجے نیک نجریا

اشرف پیارے

پوربی بجناب سلطان سید اشرفؒ جہانگیر قدس سرہ بحالت نرغہ مخالفین عرض کیا گیا تھا

پوربی

اشرفؒ پیا موری بہیاں پکڑلو ڈوبت ہوں منجھدار رے

اشرف پیا

پریم ندیا اگم بہت ہے سوجھت وار نہ پار رے
ناں مورے نیا ناں مورے بیڑا ناں کو کھیون ہار رے

اشرف پیا

اوگھٹ گھاٹ ماں آن بھلانی کوؤنہیں میت ہمار رے
تم اپنے گن مونہہ نبا ہو چشتی راج دولا ر رے

اشرف پیا

لیہو کھبراب ہمری داتا ہمکاں نہ دیو بسار رے
کہت اشرفی دوؤ کر جورے ٹھاڑھ تمہارے دوار رے

اشرف پیا

پوربی بحالت غلبۂ دشمناں رجوع بجناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ

پوربی

شاہِ نجف موری لیو کھبر یا بیری بھئے ادھکار رے

شاہ نجف

سُکھ سے مندل میں رہن نہ پاؤں بیر کرت سنسار رے
گاڑھ پڑے کوئی کام نہ آوے راکھوں آس تمہار رے

شاہ نجف

آپن میت رہا نا کوؤ چھوٹ گئے پلوار رے
میں تو تمرے بھروس رہت ہوں راکھو لاج ہمار رے

شاہ نجف

مانتھ نوائے کہت اشرفی حیدر کے دربار رے
علی ولی موری بہیاں پکڑ لو لاگو مور گوہار رے

شاہ نجف

یہ پوربی اخیر مقدمہ سجادہ نشینی میں بحضور جناب سلطان سمنانی قدس سرہ عرض کیگئی اسکے بعد پوری کامیابی ہوئی

پوربی

اشرف پیر کرو مونہہ کرپا بہیاں پکرلو ہمار رے

اشرف پیر

کٹھن پڑے سنکٹھ اب مونہہ پر کا ہونہ مور سہارے
اب کی بیر نباہو داتا رکھ لیو لاج ہمار رے

اشرف پیر

تمرا دوار چھاڑ کہاں جاؤں تمہیں نباہن ہارے
اے مورے اشرفؒ لاگو گھر یا چریا کھاؤں تمھارے

اشرفؒ پیر

کہت اشرفی دو کرجورے اشرفؒ کے دربار رے
اپنے نیم دھرم سے داتا مور کرو نستار رے

اشرف پیر

ہولی

آئے بسنت رَوحٌ رَیحَانٌ + پھول رہی پھلواری
فِی اَنفُسِکُم کا رنگ بنا ہے + وحدت کی پچکاری
اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کی دھوم مچی ہے + بھیج گئی تن ساری + بھلا کیسو رنگ جاری
آئے بسنت

نحن اقرب کون سُناوے + مِل گئے شام بہاری +
لَا اِلٰہ غیرُہٗ سب بولیں + اچرج پھاگ مچاری + سیّاں تورے بلہاری
آئے بسنت

ثَمّ وَجہُ اللہ کی ہولی + گاوت ہیں نر ناری
احمد نام کا دھر کے پردہ + مَن رَاٰنِی ہے پکاری + سکھی اِن بچن کے واری.
آئے بسنت

جام سَقَاہُم پیکے اشرفی + دوُ جگ من سے بساری
اِنّی اَنَا سب بھول گیو ہے + ہو ہو کہت پکاری + بھئی کیسی متواری
آئے بسنت

	ہولی	

پھاگن کے دِن آئے بلم جن صورت بسار ہماری
پھاگن کے

پیا نِس نِبی کوک بجاویں + مَیں برہا کی ماری
بیاکُل ہو کے مَیں بن بن ڈھونڈھوں + کھوجت کھوجت ہاری + ملیں نہیں شام بہاری
پھاگن کے

آئے بسنت سکھی سکھ درسن + کھیل رہیں سب ناری
ہمرے بلم سوتن سنگ ریجھے + میں سمجھاوت ہاری + سنت نہیں ایکو ہماری
پھاگن کے

منتی کرت ہے داس اشرفی + سن لو ارج ہمساری
آؤ سیاں گرواں مل جاؤ + تم پر جاؤں میں واری + جیو جوبن بلہاری
پھاگن کے

ہولی

کیسے جیوں موری آلی + سیاں بدیسیا نہ آئے +
کیسے جیوں
کون ابھاگ بھاگ ہم پاوا + نِس دن برہا ستائے +
جر جر جیو رہے تن بھیتر + پران نکس نا جائے + مورا جیرا اکلائے +
کیسے جیوں
کاگا آج مندل پر موئے + بول بول اُڑ جائے
نین بھوجا دونو پھرکت ہیں + میں جاؤں پیا آئے + کُو سوتن بلمھائے
کیسے جیوں
کون موہنی ایس پڑھوری + جا میں پیا مل جائے
وے تو ہمری سنت نا ایکو + جیا مورا بورائے + گھڑی پل چین نہ آئے
کیسے جیوں
بل بل جاؤں میں اشرف پیا کے + جن مونہہ پنتھ بتائے
ارج کرت کر جور اشرفی + اُن پر دھیان لگائے + صورت اپنی بسرائے
کیسے جیوں

ہولی

سانورو کیسی بنسی بجائی

سانورو کیسی

جب سے بھنک پڑی کانن ماں + جیرا گیو بورائی

ساری رین مونہہ نیند نہ آوے + جاگت رات گنوائی + کہو کہاں ڈھونڈھن جائی

سانورو کیسی

جگمگ روپ جوت سورج مکھ + مورے نینن ماں چھائی +

سب صورت سب مورت جگماں + واہی دیت دکھائی + کوء دوجا نہ سمائی

سانورو کیسی

روپ نرنجن تن من اس گیو + آپن صورت ہرائی

واہی سروپ سکل مونہہ دیکھیں + اب نہیں جات چھپائی + کروں سو سو چترائی

سانورو کیسی

کہت اشرفی اشرفؒ پیا سے + لاگو مور سہائی

مانت پتا بھائی بند تج کے + تم سے کین سگائی + صورت تمری من بھائی

سانورو کیسی

ہولی

میں تو آئی ہوں سرن تمہاری مورے اشرفؒ پیر پیارے

میں تو آئی ہوں

شاہ نظام کے نند لال تم + چشتی راج دولارے
تمرے روپ کوئی اور نہ دیکھا + بھاں جگت اُجیارے + سو منہ نہیں جائے نہارے
میں تو آئی ہوں

نیم دھرم کچھ منہ مانا ہیں + چال کو چال ہمارے
منہ پاپن کی لاج بنا ہو + تری ہوں میں تمرے تارے + تمھیں جگت تارن ہارے
میں تو آئی ہوں

ہر لیو مورے من کی پیرا + آئی ہوں تمرے دوارے
تمرا نام لیت دکھ بھاگے + تم ہو گوشیاں کے پیارے + منہ دکھیا کے سہارے
میں تو آئی ہوں

درس کی بھوکھی آس لگائے + بیٹھ رہی من مارے
چیریا تمہار اشرفی بیاکل + روت سیس دکھائے + رین دن سانجھ سکارے
میں تو آئی ہوں

ہولی

آلی ری کیسے کھیلوں میں ہوری
آلی ری کیسے

برہ نین تن آگ لگاوے + نندن پران جر دوری
رُت پھاگن منہ نیک نہ لاگے + سیاں سے جلے کہو ری + چلو گھر کھیلن ہوری
آلی ری کیسے

سب سکھی مل مل چاچر گاویں + گھر گھر بھاگ مچوری

مُنہ برہن کا روت بیتے + رکت کی آنس بہوری + چوُوت موسے نینن اوری

آلی ری کیسے

اس جیو چہت ستی ہو جاوں + دوس نہ گوُ دھوری

سیاں بدردی جب گھر آویں + دو کر ہینج کہوری + جیو دھن کون بہوری

آلی ری کیسے

اشرف پیر کرو مُنہ کرپا + سنگھ مور ہر دوری

کہت اشرفی داس بزرگی + لاج نباہو موری + کرو آسا من پوری

آلی ری کیسے

ہولی

مورے بانکے چھبیلے سے نین لاگ   من بہاوے نہیں مونہہ کھیلن بھاگ

مورے بانکے

سب سکھی مل مل کھیلن ہوری   کوئی سانور کوئی سندر گوری

مورے رہ رہ جیا ماں اُٹھے بیراگ

مورے بانکے

برہ کٹھن تن آگ لگاوے   کون تپن مورے جیا کی بجھاوے

سکھی دن دن میرو گھٹت سُہاگ

مورے بانکے

کہت اشرفی اشرف پیارے　　تم بن تلپھیں نین ہمارے
مُنہ درس دکھاؤ تو جاگیں بھاگ
مورے بانکے

ہولی

سیاں ہیں تو توری مدھ ماتی　　تم مورے جنم سنگھاتی

سیاں ہیں تو

سوتن کاں دیکھن نہیں دیتی　　پیا کو لگاتی ہیں چھاتی
سو رھو شنگار سنوار بناتی　　اپنے رُوپ لبھاتی

سیاں ہیں تو

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں　　تلپھت ہوں دن راتی
کاڑھ پران پیا کو میں دیتی　　اُن کو اکیلے جو پاتی

سیاں ہیں تو

بھور ہی بھر پیا مورلی بجاویں　　سُن کے پھٹے موری چھاتی
جاؤ ری سکھی مورے پیا کو بُلاؤ　　اُن کو میں گرواں لگاتی

سیاں ہیں تو

سپنے میں پیا دیکھ اشرفی　　بات کرت سکچاتی
چونک پڑی کچھ ہو نہیں دیکھا　　بھور بھئی پچھتاتی

سیاں ہیں تو

یہ ادھا مقدمہ سجادہ نشینی میں رجوع بجناب سلطان الاولیا قدس سرہٗ ہو کر عرض کیا تھا

ادھا

راکھو لاج ہمار اشرف پیا

تم بن کوؤ میت نہ ہوئے — بیری بیٹھے پلوار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

تنک نجر کرپا کر دیکھو — مَیں تمرے سہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

مَیں تو گریب تمھار کہاؤں — راکھو آس تمھار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

منتی کرت ہے داس اشرفیؔ — لاگو مور گوہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

ایضاً ادھا بحضور حضرت محبوب یزدانی عرض کیا گیا

ادھا

گہ لے بہیاں مور اشرف پیا

آس لگائے کھڑی من مارے — چیتوت ہوں تورے اور اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور

آن پڑی ہوں تمرے چرن تر — سوجھت اور نہ ٹھور — اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور

جگ ماں تم اس میت نہ پاوا — کھوج پھری چہوں اور — اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور ۴۰۴

منتی کرت ہے ٹھاڑھ اشرفی — روئے روئے کر جور — اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور

یہ تین ادھے اسوقت کہے گئے تھے جب حضرت مخدومی مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین مد ظلہ العالی
رنگون کو تشریف لیگئے تھے

پہلا ادھا

چھائے رہے کونے دیس بلم مورے

کونے دیپ میں ڈھونڈن جاؤں — کرکے جوگنیا کا بھیس بلم مورے

چھائے رہے

پاتی پتر کچھو نہیں آوا — نا کوؤ لاوا سندیس بلم مورے

چھائے رہے

روئے روئے ارداس کرت ہے — کھوئے اشرفی کیس بلم مورے

چھائے رہے

دوسرا ادھا

جیرا رہت اداس بدیسیا

بہت دنن بھئے بھون نہ آیو — بیت گئے چوماس بدیسیا

جیرا رہت

کونے دیس میں جا کے بسے ہو | ناکت ہوں توری آس بدیسیا

جیرا رہت

آؤ درس دکھلا جا پیارے | جن مُنہ کرو نراس بدیسیا

جیرا رہت

برہ آگ تن جارے مورا | رہ گئی رکت نہ ماس بدیسیا

جیرا رہت

بن درسن جیا مانت ناہیں | کہت اشرفی داس بدیسیا

جیرا رہت

تیسرا دھا کہروا

مورا راجا بدسواں میں چھائے رہے

ہمری سدھ کچھو نہیں لینا | کوؤ سوتن بلمائے رہے

مورا راجا

اُن بن موہے کچھ بھاوت ناہیں | رت جیرا اکلائے رہے

مورا راجا

سیاں بیدردی نمانے اشرفی | مُنہ برہن کاں جرائے رہے

مورا راجا

یہ ادھا اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

بہت دن بیتے ملو مورے سیّاں

ہم چنتت پیا چتوت ناہیں — کیسے بنے موری گوئیاں

ملو مورے سیّاں

برہ آگ اس لاگی تن ماں — جر کوئلا بھئی دہیاں

ملو مورے سیّاں

چار دیس میں ڈھونڈ پھری ہوں — اب لاگی تورے پیّاں

ملو مورے سیّاں

پیر معین سے کہت اشرفی — تم پکڑو موری بہیاں

ملو مورے سیّاں

دیگر ادھا

بانکے بلموں نجریا میں چھائے گئے

تین لوک چو کھنڈ میں دیکھا — سب میں آپی سمائے گئے

بانکے بلموں

سوت رہی میں اپنے مندل ماں — سپنے میں چھب دکھلائے گئے

بانکے بلموں

نرمل روپ تورا دیکھ اشرفی — آپی سیاں بلمائے گئے

بانکے بلموں

ادھا

پیا ہمسے جن پھیرو نجریا

تمری سوچ بھئی میں بیاکل	کب لیہو موری کھوج کھبریا

پیا ہمسے

جوگن بھیس پھری میں بن بن	کھوجت تمری نگریا

پیا ہمسے

کہت اشرفیؔ اشرف پیاسے	ہمکاں بتاؤ ڈگریا

پیا ہمسے

ادھا کہروا

کہاں چھپایو صورت دکھلائے کے

جب ہم جر کوئلا ہو جابے	تب کا کرہو پیا تم آئے کے

کہاں چھپایو

مُنہ نہ جلاؤ پپیہا بیری	پی پی سبد سُنائے کے

کہاں چھپایو

جاؤ بلم پے جاے نہ پیہو	مورے ہردے ماں سمائے کے

کہاں چھپایو

اب کاہے چھپات اشرفی — سیاں بیدردی سی نیہہ لگائے کے

کہاں چھپایو

یہ دادرہ بعد رحلت اپنے برادرزادہ دخلیفہ سید محمد جعفر مرحوم مقام سکندرآباد ضلع بلند شہر میں لکھا گیا

دادرہ

باندھ کمریا چلے گئے مورے بلنکے جوان

دیس چھوڑ پردیس بسایا — سونی نگریا کر گئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

نا کچھ کہہ گئے نا کچھ سن گئے — من کی من میں لیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

روے روے چھپات اشرفی — داگ کرجوا میں دیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

دادرہ

بلجا سنو پیا پیارے

تورے درشن کارن — تلپھت نین ہمارے

بلجا سنو پیا پیارے

جوگن بن کھوجت سب نگری　　کونے دیس سدھارے

ملجا سنو لیا پیارے

چیریا تمہار اشرفی　　روت سیس ادگھارے

ملجا سنو لیا پیارے

یہ ٹھمری ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ میں بغداد شریف میں کہی تھی :-

ٹھمری

غوث پاک بغداد بسیا　　چیریا کہاوں تمہاری
راجہتی سب ترے دوارے　　آوت ہیں جن ہاٹ بھکاری
علیؑ نبیؐ کے راج دلارے　　میں تورے بلہاری
کہت اشرفی دوو کر جورے　　رکھ لیو لاج ہماری

ایضاً ٹھمری بحضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غوث پاک موری بہیاں گہ لے　　ناکت ہوں میں تور ڈگریا

غوث رضؓ پاک

پیر محی الدین قطب ربانی　　بیگ آئے موری لیو کھبریا

غوث رضؓ پاک

حسنؓ حسینؓ کے راج دلارے　　کیجے منہ پر نیک نجریا

غوث رضؓ پاک

ڈوبت ہے منجھدار میں بیڑا — پار لگاؤ مور نوریا

غوث رضؓ پاک

بیری چہونڈس مونہہ ستاویں — لاگو داتا مور گہریا

غوث پاک

کہت اشرفی وؤکر جوڑے — جاؤں کہاں توری چھانڈوریا

غوث پاک

ٹھمری پیلو کی

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں سیاں گئے پردیس

کونے بن ڈھونڈھن جاؤں پیا کو — کر کے جوگنیا کا بھیس

سیاں گئے پردیس

نا مُنہ پاتی پتر لکھ بھیجن — نا کوؤ لاوا سندیس

سیاں گئے پردیس

کھن آنگن کھن دوارے ڈوت — کھولے آشرفی کیس

سیاں گئے پردیس

ٹھمری برج کی

پیا کو سپن ہم دیکھارات

بانہہ گلے مورے ڈالی بالم — ہنس ہنس پوچھی بات

پیا کو سپن

چونک پڑی کچھ ہُو نہیں دیکھا ۔ بھور بھئے پچھتات

پیا کو سپن

یا ہی سوچ اکلات اشرفی ۔ تلپھ تلپھ جیا جات

پیا کو سپن

ٹھمری بھیرویں کی

چتوت ناہیں مورے اور کیسے بھئے انجین

تمری سوچ بھئی میں بیاکل ۔ کھوج کھبر نا لین

کیسے بھئے انجین

باور ہوئے منہ سے نکلی ۔ لاج کاج تج دین

کیسے بھئے انجین

اس برجوری کین اشرفی ۔ من مورا لے گئی چھین

کیسے بھئے انجین

ٹھمری بھیرویں کی

سیاں مورا اسجیا بلٹ کیسے جاؤں رے

ناں گنونتی ناں روپونتی ۔ یا ہی سوچ پچھتاون رے

سیاں مورا

بہت دنن کے بچھڑے بالم کیسے جائے مناون رے
سیاں مورا
اپنے من کی بات اشرفی اشرف پیا کو سناون رے
سیاں مورا

ٹھمری بھیرویں کی

موراجیارے پیا سنگ لاگ
جب سے پیاری صورت نہیں دیکھوں من میں اُٹھا بیراگ رے
موراجیا
بیاہ ہوت سیاں چھائے بدسواں کون ہمارو سہاگ رے
موراجیا
برہا نسدن موہنہ ستاوے کیسے بُجھے یہ آگ رے
موراجیا
جاں دن درس پیا پایو اشرفی دھن وادن کے بھاگ رے
موراجیا

ٹھمری بہاگ کی

پیا بن کیسے کٹے دن رین
ایسے بیدردی سُدھ ہو نہ لینی نسدن پڑت نہ چین
پیا بن کیسے

برہا پیر موہنہ آن ستاوے	نیر بھر آوت نین	
	پیا بن کیسے	
کرپا کر موہنہ درس دکھاؤ	کرت اشرفی بین	
	پیا بن کیسے	

ٹھمری۔ رجوع بحضرت محبوب یزدانی

	من موہن اشرف پیارا	
وہ تو انہد بنسیا بجاوے	وہ تو نئی نئی تان سناوے	وہ تو لے گیو جیو ہمارا
	من موہن اشرف پیارا	
نینان بانکے ترچھے چتون	وارو اُن پر مین جیو جوبن	وہ تو را کھت سبھ وجھ نیارا
	من موہن اشرف پیارا	
وہ تو بوند سمندر رتباوے	وہ تو ایک ہی روپ دکھاوے	وہ تو چشتی راج دولارا
	من موہن اشرف پیارا	
یہی کہت اشرفی بھکاری	وہ تو ہوئے گیو راج بہاری	جن لیا اشرف کا دوارا
	من موہن اشرف پیارا	

ٹھمری۔ رجوع بدرگاہ حضرت سلطان المشائخ

شاہ نظام محبوب الٰہی	مَیں تو تمری سرن ترائیں
	شاہ نظام

درس کھاؤ نہ جیا ترساؤ — تمری داسں کہائیں

شاہ نظام

تم بن گھڑی پل کل نہ پڑت ہے — ہیرت ہوں پرچھائیں

شاہ نظام

سب سکھی بن پیا ڈھونڈن نکلیں — جوگیا بھیس بنائیں

شاہ نظام

کہت اشرفی ڈؤکر جوڑے — ملو نظام گو شائیں

شاہ نظام

ٹھمری

گاہنک بھئے مورے جیا کے

مکھ جو ہت ہیرے نہیں پاون — نیرے ہے مورے ہیا کے

کا سوتن کو دوس لگاؤں — موہے اس لاگمن جیری پیا کے

درس مرم کا پوچھو اشرفی — من جیں آگے دیا کے

معرفت

گوری تم کو پیا گھر چلنا — کرلے سورہو سنگار

گوری تمکو

پہر و پانچ رنگ کی ساڑھی — تیسو موتن کر ہار

گوری تمکو

سوئی دھیان ہی پریم پیاری		جوہی سنوارے بار بار
	گوری تمکو	
ایسو روپ بنائے دکھاؤ		موہی جائے کرتار
	گوری تمکو	
کہت اشرفی بدّھ یہی ہیں		مانو کہن ہمار
	گوری تمکو	

بھجن

	سیاں مورے جائے بسے مدھبن ماں	
کیسے کروں جیا مانت ناہیں		آگ لگی مورے تن ماں
	سیاں مورے	
کاگا آئے کے سبد سنائے		تاکت راہ کھڑی آنگن ماں
	سیاں مورے	
تن من دھن سب اُن پر واروں		اور نہیں کچھ من ماں
	سیاں مورے	
کہت اشرفی سنو بھائی سادھو		لاگ رہو تم بھاؤ بھجن ماں
	سیاں مورے	

بدرگاہ کچھوت ضلع مونگیر آستانہ سیّد محمد صادق اشرفی قدس سرّہ عرض کردہ شد

صادق پیر اشرف کے لال جگ اُجیائے بھان

صادق پیر

جنم جنم سے تمرے آوت مانگت ہوں کچھ دان

صادق پیر

داتا دانی کرپا کرو راکھو ہمرا مان

صادق پیر

ماتھ نوائے کہت اشرفی تم پہ واروں پران

صادق پیر

نغمہ قوالی رجوع بحضرت سلطان سید اشرف جہانگیرؒ ہو کر کہا گیا

بھائی بند کوئی سنگھ نہ لاگے
بلہاری میں اشرفؒ پیا کے
نا مورے میا نا مورے بابا
میں تو چیری اشرفؒ پیا کی
اشرفؒ اشرفؒ دھوم مچاون
اشرفؒ پہ میں تن من واروں
پیر نظامؒ رنگیلے پیا کا
جوئی آوے سوئی چندر رنگاوے

پریم پنتھ پگ دینی رے
جن بہیاں گہ لینی رے
نہ کوئی سنگھ نہ ساتھی رے
وے مورے جنم سنگھاتی رے
اشرفؒ کا گن گاون رے
اُن کی داس کہاون رے
اشرفؒ رنگ مٹائے رے
بے رنگ کوئی نہ جائے رے

اشرف کے دربار پکاریں
گنجشکر کا گنج کھلا ہے
خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین
سب سکھین مل منگل گاویں
اشرف بنکے بیٹھ اشرفی
چشت نگر میں دھوم مچی ہے

آؤ بھکاری آؤ رے
جوی مانگو سوی پاؤ رے
آج بھٹے ہین راتی رے
آج پیا رنگ راتی رے
آج بیاہ رچا ہے رے
اشرف دولا بنا ہے رے

ایضاً نغمہ قوالی

نظام پیا کے اشرف پیا رے
آن پھنسی منجدھار میں نیا
دیس دیس میں ڈھونڈھ پھری رے
کاہو کی موہے آس نہیں ہے
درس پلائے بورائے اشرفی

قطب فرید کے راج دلارے
پار کرو مورے کھیون ہارے
اب لاگی ہوں چرن تہارے
بیری ہو گئے میت ہمارے
اشرف پیا پر تن من وارے

کنڈلیا

پریت کئے کا ہوت ہے
لاکھ جتن سے من میں راکھو
دھیرج ناہ سریر
جارن لاگی چیر دیا
کہت اشرفی سن لیو راجو

کہ برہا مارے تیر
دھیرج ناہہ سریر
لاگ برہا کی باتی
ہوئے جرت ہے چھاتی
بیت چھڑائے دیت سب کاجو

پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچانا - موراجیرالاگ
نیہرماں کچھ گُن نہیں سیکھا سا سرگھر ہے جانا
کون اُوتر ہم دیب پیاکو یاہی سے جیاگھبرانا - گون نکچانا
اب ہیں سوچ سبیرے باوُرپُن پاچھے پچھتانا
گون ہار جب دوارے آئیں ہیں چلیہے نا ایکو بہانا - گون نکچانا
آج دھیان گیان من کرلیو پڑھ لیو بید پُرانا
کہت اشرفی من ہیں بوجھے کالہ کاکون ٹھکانا - گون نکچانا

دادرہ - در فیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب سے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چک ڈال بٹھاؤں مورنینن ماں ہو موئے بالم
کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پہ واروں موری سجیا پہ چلو موئے بالم
کب سے بچھڑے

کلپت ہوں پیا درس دکھاوے منتی مور سنو موئے بالم
کب کے بچھڑے

ارج کرت ہی ٹھاڑھے اشرفی   بہیاں مورگہو موسے بالم

کب کے بچھڑے

ساون

اب رے نیہروا ناہیں من لاگے   ہم جابے سسرارئے

اب رے

پیّاں توری لاگوں اے رے بالموں   لیچل گون ہمار

اب رے

کا سکھین سے بپیت میں جوڑوں   یہ میتا ون چار

اب رے

ملورے اشرفی پیا سے   چھوڑ جگت سنسار

اب رے

ساون

ملورے بدیسیا بالم ملورے   تم بن جیا اکلائے

ملورے بدیسیا

رات سکھی ہم سپنے دیکھا   پیا موہ کنٹھ لگائے

ملورے بدیسیا

اب جیا مورا مانت ناہیں — بن درسن بوراۓ

ملو رے بدیسیا

سنو رے اشرفی پیا جیہ چاہے — سووت لیت جگاۓ

ملو رے بدیسیا

دوہرہ

چشتی نام جگاون جگ اجیارے پیر — نظام الدین کے نفس میں سید اشرف جہانگیر
اشرف کے دربار میں کہے اشرفی روۓ — داتا تم کرپا کرو کہ آسا پورن ہوۓ
خواجہ کے دربار میں لاگی موری اس — اب ہمری سدھ لیجیۓ جن مونہ کرو نراس
من میں صورت بس گئی نین ملاوت سنگ — میں تو آپی کھو گئی ملا رنگ میں رنگ
سکھ سمپت سب لیگۓ بالم اپنے ساتھ — نگری سونی کر گئے میں مل مل رہگئی ہاتھ
پنجر چونچھا چھاڑ کے پنچھی پنکھ پسار — جائے اڑے کہہ بن ماں ڈھونڈھت ہوں سنسار
گوری یہ مت بھولیو کہ ریجھے ہم پر پیو — تسی لاکھن چیریاں وین پیو پر جیو
ہم لوبھی ہیں رس کے جیسے چند چکور — ہم سے من کچھ اوہے تم تو کٹھن کٹھور
برہ آگ اس لاگی جر جر تن بھئی ناس — سلگ سلگ کو ملا بھئی پیا ملن کی اس
پیارے تمری سوچ میں نسدن پرت نہ چین — جیسے بن کی کوئلی کوکت ہوں رن ین
کتھا کہے کا ہوت ہے کتھا سنے کا ہوۓ — جب لگ تن من اشرفی برہ رنگ نا ہوۓ
برہ آگ اس لاگی جر گئے تن من جیو — ادھرن آئے پران بس کہت کہت پیو پیو
چال کو چال اس چلے کہ مگھ بھئے سیام ہمار — کون روپ اب لیچلوں سائیں کے دربار
نہیں کارتھ جات ہے کہت اشرفی روۓ — بویا بیج ببول کا آنبھ کہاں سے ہوۓ

بعد زیارت مزار حضرت اخی سراج قدس سرہ یہ دوہرے لکھے گئے

اشرف کے آجا گرو نظام الدین کے لال
دور دیس سے آئی اب کرت کر جور

کیس ہمارے اوجرے ادمن بیٹھے سیام ہمار
منسامن کی پور کرو راکھو تم ہی آس

میں بے سدھ بھئی باوری گئی راہ میں سوئے
مات پتا بھائی او بٹیا نا کو سنگ دین

ناں کبھوں آئی گئی اور ناں ہی دیکھا پنتھ
لاج کی ماری مرت ہوں کچھ گن موہ ماں ناہہ

ناں کچھ ملا نہ سنگ چلا یہ جھوٹا سنسار
بیٹا بیٹی دیکھ کے جن جا یو بورائے

آؤ اشرفی بیٹھ جا اشرف کے دربار
دنیا میں ایسے پھرے جیس پھرت پرکار

جگیا بھیس بنا کے سکھ سمیت تجدین
جاؤں میں پیا سے ٹوں دھن دن کا بھاگ

اخی سراج دیا سے اپنے کر دو موہی نہال
اخی سراج کرپا کرو کہ آسا پوجے مور

ایک نجریا دیکھ لو مور ہوئے نستار
ایسے دوارے آئیکے کیسے جاؤں نراس

ٹھگ بٹ مار پھرت چھوں ورا کا گت موری ہوئے
اپنی اپنی گھات ماں جو من چاہا کین

بنا سنگار کیسے چلوں موہی بلاوت کنتھ
کیسے انکے گھر چلوں جن بارے گلی باںہہ

چلی پیا کے دیس کو دوؤ ہاتھ پسار
چار دنا کے میت ہیں نا کو سنگ جائے

سب منسامن کی ملے جو چاہے کرتار
آئیکے پہلے ٹھاؤں میں بیٹھے آسن مار

ملجا پیارے ملجا مورا جیا راہت ملین
دکھیاں بران دوؤ موا ان ہی کے سنگ لاگ

دیکھا اشرفی سوچ کے دوؤ نین پسار
جگ میں کوؤ اپن نہیں جھوٹا ہے سنسار

پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچانا۔ موراجیرالاگ
نیہرماں کچھ گن نہیں سیکھا سا سرگھرہے جانا
کون اُوتر ہم دیب پیاکو یاہی سے جیاگھبرانا۔ گون نکچانا
اب ہیں سوچ سبیرے باورپن پاچھے پچھتانا
گون ہارجب دوارے آئیں ہیں چلیہے نہ ایکو بہانا۔ گون نکچانا
آج دھیان گیان من کرلیو پڑھ لیو بید پرانا
کہت اشرفی من ہیں بوجھے کالہ کاکون ٹھکانا۔ گون نکچانا

دادرہ۔ درفیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب سے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چکٹ ال ہٹاؤں مورنینن ماں ہو موسے بالم
کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پر واروں موری سجیا پر چلو موسے بالم
کب سے بچھڑے

کلپت ہوں پیادرس دکھاوے منتی مور سنو موسے بالم
کب کے بچھڑے